المناظرۃ الرشیدیہ

سوالا و جوابا

مدرس::: سینیئر مدرس مولانا عمر مدنی دامت برکاتہم

العالیہ مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

محمد صائم عطاری

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو مناظرہ رشیدیہ کے 70 سے 80 فیصد نصاب کے نوٹس مل جائیں گے۔۔۔۔۔۔اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیے گئے نمبر پہ رابطہ فرمائیں۔۔۔۔۔

(1)شرح وقایہ((ششماہی ثانی))(2)حسامی((باب القیاس))(3)تیسیر مصطلح الحدیث(4)القصائد المنتخبہ(5) فقہ السیرہ(6)فتح المنان(7) تفسیر بیضاوی((ششماہی اول))(8)ہدایہ((ششماہی اول،،ششماہی ثانی))(9)النور المبین(10)مناظرہ رشیدیہ(11)اجابۃ الغوث(12)اصول الدعوۃ والارشاد(13)العربیہ للطالبین((المستوی الرابع))(14)منہاج العابدین(15)الفقہ الاکبر مکمل

مدرس::: سینیئر مدرس مولانا عمر مدنی دامت برکاتہم العالیہ مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

🌹 🖋 محمد صائم عطاری

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

03238599095

((ترجمہ صاحب""الشریفیہ""))

سوال:::

صاحب""شریفیہ""کا تعارف لکھیں۔۔۔۔

جواب:::

ان کا نام ابوالحسن علی بن محمد بن علی سید زین حسینی ہے،،آپ سید شریف جرجانی یا سید سند جرجانی کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔آپ رحمہ اللہ 22 شعبان 740 ھجری کو جرجان میں پیدا ہوئے۔۔۔۔۔

آپ بچپن میں ہی عربی لغت،اس کے اصول اور آداب سیکھنے میں مشغول ہوگئے اور ان میں مہارت حاصل کی حتی کہ انہوں نے بچپن میں ہی کافیہ کی شرح وافیہ پہ تعلیق لکھی۔۔۔۔۔

آپ نے علامہ نور طاؤوسی کے پاس مفتاح پڑھی،،قطب رازی کی مفتاح کی شرح ان کے بیٹے علی بن قطب الدین رازی سے پڑھی۔۔۔۔۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ شیخ علاء الدین محمد بن محمد العطار سے علم التصوف سیکھا،،ان کے بارے میں آپ فرماتے ہیں """ہم نے تب تک اللہ پاک کو کماحقہ نہیں پہچانا جب تک ہم حضرت عطار بخاری سے نہیں ملے"""۔۔۔۔پھر آپ مصر روانہ ہوگئے اور صاحب عنایہ شرح ہدایہ شیخ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی سے علم الشریعہ سیکھا۔۔۔۔۔۔

آپ کے مشہور شاگرد""فخر الدین عجم،سید علی عجم،فتح اللہ شیرازی اور محمد بن سید شریف""ہیں۔۔۔۔

مذھب کے اعتبار سے آپ حنفی ہیں۔۔۔۔۔

آپ کی مشہور تصانیف:::

حاشیہ علی اوائل الکشاف، حاشیہ علی المطول، حاشیہ علی شرح المطالع، حاشیہ علی شرح الشمسیۃ، شرح الفرائض السراجیہ، نحو میر، صرف میر، ایساغوجی کی شرح، حاشیہ شرح الشمسیۃ للقطب الرازی، حاشیہ شرح المطالع۔۔۔۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بروز بدھ چھ ربیع الآخر 816ھ میں شیراز میں وفات ہوئی،، آپ کو جامع عتیق کے قریب اس قبر میں دفن کیا گیا جس آپ نے اپنے لیے بنایا تھا۔۔۔۔

((بسم اللہ الرحمٰن الرحیم))

سوال::: مصنف نے بسم اللہ سے برکت حاصل کرنے کے بعد """الحمد للہ""" سے کیوں ابتداء کی؟؟؟

جواب::: مصنف نے تسمیہ سے برکت حاصل کرنے کے بعد """الحمد للہ""" سے ابتداء کی،، اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) اُحسن النظام یعنی قرآن کریم کی اقتداء کرتے ہوئے،، یعنی جس طرح قرآن کریم میں بسم اللہ کے بعد """الحمد للہ""" سے ابتداء کی گئی ہے اسی طرح مصنف نے بھی اپنی کتاب میں اسی طریقے کو اپنایا ہے۔۔۔۔۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پہ عمل کرتے ہوئے مصنف نے """الحمد للہ""" سے ابتداء کی،، چنانچہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:::

ہر وہ عظیم الشان کام جس کی ابتداء """الحمد للہ""" سے نہ کی جائے وہ ناقص ہو گا۔۔۔

سوال::: حمد کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: کسی کی اختیاری خوبی پہ اس کی تعریف کرنا حمد کہلاتا ہے،، خواہ یہ اختیاری خوبی حقیقی ہو یا حکمی۔۔۔

سوال::: """الحمد""" میں لام کون سا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں تین اقوال ہیں:::

(1) یہ لام جنسی ہے۔۔۔۔

(2) یہ لام استغراق کا ہے۔۔۔۔

(3) تیسرا قول یہ ہے کہ یہ ""لام"" عہد خارجی کا ہے اور اس کے ذریعے اس حمد کی طرف اشارہ ہے جو اللہ پاک کو پسند ہے اور وہ حمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول میں مذکور ہے،، چنانچہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:::

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اس سے کئی گنا زیادہ تعریفیں جو تمام مخلوق نے کیں جیسی اس کو پسند اور محبوب ہے۔۔۔

((یعنی پوری مخلوق کی وہ تعریفات جو انہوں نے اللہ کے لیے کیں اور وہ تعریفیں اللہ کو پسند بھی ہیں ان تمام تعریفات سے کئی گناہ زیادہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں))۔۔۔

سوال::: اللہ پاک کی تعریف کرنے کے لیے جملہ فعلیہ کی بجائے جملہ اسمیہ کیوں لائے؟؟؟

جواب::: جملہ اسمیہ اس لیے لائے تاکہ ثبات اور دوام پہ دلالت ہو جائے۔۔۔

سوال::: ""الحمدللہ"" میں لفظ ""حمد"" کو اسم جلالت پہ مقدم کیوں کیا گیا؟؟؟

جواب::: اگرچہ اسم جلالت کی اہمیت بہت زیادہ ہے لیکن یہاں اسم جلالت کو لفظ ""حمد"" سے مؤخر کیا گیا ہے کیونکہ یہ مقام ""مقام حمد"" ہے،، لہذا یہ تقاضا کرتا ہے کہ ""حمد"" کو مقدم کیا جائے۔۔۔۔

سوال::: ""الحمدللہ"" جملہ انشائیہ ہے یا خبریہ؟؟؟

جواب::: یہ اگرچہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے لیکن اصل میں یہ جملہ فعلیہ تھا اور جب جملہ فعلیہ ثناء کے لیے ہو تو وہ انشائیہ بن جاتا ہے،، چونکہ اس جملے کو جملہ فعلیہ سے عدول کرکے جملہ اسمیہ بنایا گیا ہے ((یہاں جملہ فعلیہ اصل ہوگا اور جملہ اسمیہ فرع،، کیونکہ اسے جملہ فعلیہ سے بنایا گیا ہے)) لہذا فرع اصل کے مطابق ہو گی اس لیے یہ جملہ ""الحمدللہ"" انشائیہ ہو گا۔۔۔۔

یہ بھی احتمال ہے کہ یہ جملہ خبر یہ ہے،،اس صورت میں اس بات کی خبر دینا مقصود ہو گا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اس بات کی خبر دینا((یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اس چیز کی خبر دینا)) بھی عین حمد ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ""اللہ"" کس ذات کا علم ہے؟؟؟

جواب::: یہ ایسی ذات کا علم((یعنی نام)) ہے جو واجب الوجود ہے اور تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے یعنی تمام کامل صفتیں اس ذات میں پائی جاتی ہیں۔۔۔۔

سوال::: ""اللہ"" اسم ہے یا علم؟؟؟

جواب::: لفظ""اللہ"" اسم نہیں ہے بلکہ یہ علم ہے کیونکہ اسم میں کثرت کا احتمال ہوتا ہے جو کہ توحید کے منافی ہے،،اسی وجہ سے ""الحمدللہ"" کہا گیا ہے ""الحمد للرحمن"" نہیں کہا کیونکہ ""رحمن"" وصف ہے اور اس میں کثرت کا احتمال پایا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: براعت استہلال کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز ماتن نے متن میں کس طرح براعت استہلال کا استعمال کیا ہے؟؟؟

جواب::: کتاب جس موضوع یا فن کے بارے میں لکھی جائے اس کتاب کے مقدمے میں اس موضوع یا فن کی اصطلاحات لا کر اس فن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے،،اسے براعت استہلال کہتے ہیں۔۔۔۔۔

چونکہ یہ کتاب ""الرشیدیہ"" فن مناظرہ پہ لکھی گئی ہے اور ""منع و نقض"" فن مناظرہ کی دو اصطلاحات ہیں،،تو مصنف نے ان اصطلاحات کو لا کر اللہ پاک کی تعریف بھی کر دی اور اس کتاب کے موضوع کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔۔۔۔۔

یہی براعت استہلال ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن کے قول""لا مانع لحکمہ""میں""منع""سے کون سا معنی مراد ہے؟؟؟

جواب::: ماتن نے لغوی معنی مراد لیا،، لیکن اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے اصطلاحی معنی مراد لیا ہو اور اصطلاحی معنی ہے ""مقدمہ معینہ پہ دلیل کا طلب کرنا""۔۔۔۔۔

اعتراض::: ماتن کا قول""لا مانع لحکمہ""درست نہیں ہے کیونکہ اللہ پاک کو نہ ماننے والے اس کے حکم کے بھی منکر ہیں تو مصنف کیسے کہہ سکتے ہیں""لا مانع لحکمہ""((یعنی اس کے حکم کو کوئی روکنے والا نہیں))؟؟؟

جواب::: مصنف نے منکرین کے انکار کو""لا انکار""((یعنی غیر انکار)) کے درجہ میں رکھا ہے کیونکہ اگر اللہ پاک کی ذات اور اس کے احکامات میں تھوڑا سا بھی غور و خوض کیا جائے تو منکرین اس کو مان لیں گے۔۔۔۔۔

جس طرح اللہ پاک نے قرآن کریم میں فرمایا""لا ریب فیہ""((یعنی اس کتاب میں کوئی شک نہیں)) حالانکہ کفار اس کتاب کو مانتے ہی نہیں،، تو وہاں سے مراد بھی یہی ہے کہ اگر کفار اور منکرین قرآن میں غور و خوض کریں گے تو اسے مان لیں گے لہذا ان کے انکار کو ""لا انکار"" کے درجہ میں رکھا گیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک کی تعریف کرنے کے بعد ماتن نے""الصلاۃ""کا ذکر کیوں کیا؟؟؟

جواب::: ماتن نے اللہ پاک کی تعریف کرنے کے بعد پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پاک پڑھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے احکامات ہم تک پہنچانے کے لیے ایک وسیلہ ہیں اور ان کے اصحاب ہمیں راہ دکھانے والے ہیں اس لیے تحمید کے بعد پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پاک پڑھا۔۔۔۔۔۔

سوال::: ""صلاۃ""کا لغوی معنی تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: صلاۃ کا لغوی معنی""مہربانی کرنا""ہے۔۔۔۔۔

سوال::: جب""صلاۃ""کی نسبت اللہ پاک، فرشتوں یا مومنین کی طرف کی جائے گی تو اس سے کیا مراد ہو گا؟؟؟

جواب::: جب صلاۃ کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہو گی تو اس سے مراد رحمت کاملہ ہو گی۔۔۔۔

جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو گی تو اس کا معنی""استغفار کرنا""ہو گا۔۔۔۔۔

جب صلاۃ کی نسبت مؤمنین کی طرف کی جائے گی تو اس سے مراد""دعا کرنا""ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: مومنین کے قول""اللھم صل علی محمد""کا کیا مطلب ہو گا؟؟؟

جواب::: چونکہ جب صلاۃ کی نسبت مؤمنین کی طرف ہو گی تو اس کا معنی ہو گا""دعا کرنا""،، اس لیے مومنین کے اس قول کا مطلب ہو گا""اے اللہ!!! دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بلند کر کے اور ان کی شریعت باقی رکھ کے انہیں عزت عطا فرما اور آخرت میں ان کی امت کے معاملے میں شفاعت قبول کر کے اور ان کے عمل کے اجر کو بڑھا کر عزت عطا فرما""۔۔۔۔۔۔

سوال::: انبیاء کرام علیھم السلام کے سردار کون ہیں؟؟؟

جواب::: انبیاء کرام علیھم السلام کے سردار ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا""میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس بات پہ مجھے کوئی فخر نہیں""۔۔۔۔۔۔

سوال::: نبی اور رسول کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: نبی اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ پاک کی جانب سے مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہو تاکہ اللہ کے احکامات مخلوق تک پہنچائے۔۔۔اگر اس انسان کو نبوت کے ساتھ ساتھ نئی کتاب اور نئی شریعت بھی دی گئی ہو تو اسے رسول بھی کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

اعتراض::: ماتن کے قول""سید انبیائہ""سے معلوم ہو رہا ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف""انبیاء""کے سردار ہیں،، کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں کے سردار نہیں ہیں؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء اور رسول سبھی کے سردار ہیں،، ماتن کے قول""سید انبیائہ""میں لفظ""انبیاء"" جمع کا صیغہ ہے اور جمع کی طرف اضافت کرنا استغراق کا فائدہ دیتا ہے،، پس اس اضافت کی وجہ سے تمام انبیاء اور رسول اس میں شامل ہو گئے۔۔۔۔۔۔

اعتراض::: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے بھی سردار ہیں جو کہ باطل ہے۔۔۔۔۔

جواب::: ایسا نہیں ہے کیونکہ یہاں دلالت عقلیہ کی وجہ سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ شامل نہیں ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے سردار نہیں ہے۔۔۔۔۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پہ یہ آیت بیان ہوئی ہے""واللہ علی کل شئ قدیر""یہاں""کل شئ""میں اللہ پاک کی ذات داخل نہیں ہے بلکہ دلالت عقلیہ کی وجہ سے ذات باری تعالیٰ مستثنیٰ ہے،، یہاں""کل شئ""میں اللہ پاک کی ذات کے علاوہ بقیہ تمام اشیاء شامل ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: ""سند""کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: سنداس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ٹیک لگائی جائے مثلا دیوار وغیرہ۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک کے اولیاء میں کون کون لوگ شامل ہیں؟؟؟ نیز ماتن کے قول""سنداولیائہ""میں""اولیاء""سے مراد کون سے لوگ ہیں؟؟؟

جواب::: اللہ پاک کے اولیاء وہ ہوتے ہیں جو اس کے خاص بندے ہوں چاہے وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔۔۔۔۔

ماتن کے قول""سنداولیائہ""میں اولیاء سے مراد انبیاء کے علاؤہ علماء اور صالحین لوگ ہیں۔۔۔۔

سوال::: ""سیداور سند""میں علم بدیع کی کون سی اصطلاح پائی جارہی ہے؟؟؟

جواب::: ان دونوں الفاظ میں""صنعت تجنیس""پائی جارہی ہے۔۔۔۔

صنعت تجنیس کی تعریف یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد ایسے الفاظ لانا جو لکھنے میں ہم شکل ہوں اور ان میں ایک نقطے کا فرق ہو۔۔۔۔یہاں ""سیداور سند""لکھنے میں مشابہ ہیں لیکن دونوں میں ایک نقطے کا فرق ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداء((یعنی دشمنوں)) سے مراد کون لوگ ہیں؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے مراد وہ کفار ہیں جو اللہ پاک کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے منکر ہیں۔۔۔

سوال::: ماتن نے اپنے خطبے میں""احباب""کا ذکر تو کیا ہے لیکن""آل""کا ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: احباب سے مراد وہ لوگ ہیں جو سچے دل اور اعتقاد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں چونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی""آل""بھی ان سے محبت کرتی ہے لہذا وہ بھی اس معنی میں شامل ہو گئی علیحدہ سے ان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔۔۔

سوال::: ""بعد""کے اعراب کے بارے میں بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس کے اعراب کی چار صورتیں ہیں،، تین صورتوں میں معرب ہو گا جبکہ ایک صورت میں مبنی ہو گا:::

(1)مضاف نہ ہو،،اس صورت میں یہ معرب ہو گا۔۔

(2)مضاف ہو اور مضاف الیہ مذکور ہو،،اس صورت میں بھی معرب ہو گا۔۔۔

(3)مضاف ہو لیکن مضاف الیہ محذوف اور غیر منوی ہو،،اس صورت میں بھی معرب ہو گا۔۔۔۔

(4)مضاف ہو اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو،،اس صورت میں مبنی ہو گا۔۔۔۔

یہ آخری صورت کتاب میں مذکور ہے۔۔۔

سوال::: عام طور پر مصنفین """بعد""" کے بعد """فاء""" کو ذکر کرتے ہیں لیکن ماتن نے """فاء""" کا تذکرہ کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: """فاء""" اس لیے لایا جاتا ہے تاکہ یہ """بعد""" سے پہلے """اَمّا""" کی موجودگی پر دلالت کرے چاہے """اَمّا""" لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو،،ماتن نے """فاء""" کا تذکرہ ہی نہیں کیا تاکہ """اَمّا""" کی موجودگی کا وہم ہی پیدا نہ ہو۔۔۔

اعتراض::: ماتن نے بحث کے قواعد کی طرف اشارہ کرنے کے لیے """ھذہ""" کا استعمال کیا ہے،،جبکہ اسم اشارہ تو کسی محسوس اور مبصر چیز کی طرف اشارے کے لیے استعمال ہوتا ہے،،ماتن کا اسم اشارہ کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔۔۔۔

جواب::: یہاں اسم اشارہ کا استعمال بلکل درست ہے کیونکہ یہ اپنے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے،،مجازی معنی میں اس طرح کہ وہ قواعد ذہن میں اس بہترین ترتیب کے ساتھ مرتب ہیں کہ وہ محسوس و مبصر کے قائم مقام ہیں،،پس ان قواعد کو محسوس و مبصر کے مرتبہ میں رکھ کر ان کے لیے اسم اشارہ """ھذہ""" کو استعمال کیا گیا۔۔۔۔۔

سوال::: بحث کا لغوی معنی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کا لغوی معنی ہے """چھان بین کرنا، تحقیق کرنا وغیرہ"""۔۔۔۔۔

سوال::: بحث کے کتنے اور کون سے اصطلاحی معنی ہیں؟؟؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ یہاں کون سا اصطلاحی معنی مراد لیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اس کے تین اصطلاحی معنی ہیں:::

(1)کسی چیز کا کسی چیز پہ حمل کرنا

(2)نسبت خبریہ کو دلیل سے ثابت کرنا

(3)مناظرہ کرنا

یہاں تیسرا معنی مراد ہے۔۔۔۔۔

دوسرا معنی مراد لینے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن وہ یعنی دوسرا معنی فن مناظرہ کی اصطلاح""" منع """ پہ صادق نہیں آتا کیونکہ دوسرا معنی ہے کسی نسبت خبریہ کو دلیل سے ثابت کرنا جبکہ """ منع """ میں کسی چیز کو ثابت نہیں کیا جاتا بلکہ دلیل طلب کی جاتی ہے،، اس کے علاوہ دوسرے معنی میں ایک یہ خرابی بھی ہے کہ اس میں معلل کا خصم کے بغیر کسی چیز کو ثابت کرنا لازم آتا ہے جبکہ مناظرہ میں خصم کا ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

پہلا معنی مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ وہ ہر اس حکم پہ صادق آتا ہے جو ذہن میں ہو یا الفاظ میں ہو جبکہ مناظرہ تو صرف احکام لفظیہ میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: فن مناظرہ کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: فن مناظرہ وہ علم ہے جس کے ذریعے اپنے دعوے کو ثابت کرنے اور مدمقابل کے دعوے اور دلیل کو توڑنے کے طریقے کی معرفت حاصل ہو۔۔۔۔

سوال::: علم المناظرہ کا موضوع اور غرض وغایت لکھیں۔۔۔۔

جواب::: موضوع::: اس کا موضوع""" بحث """ کرنا ہے اس حیثیت سے کہ اس کے ذریعے مخالف پر اپنا دعویٰ ثابت کیا جاتا ہو۔۔۔۔

غرض وغایت::: اپنے مطلوب تک پہنچنے میں ذھن کو گمراہی سے بچانا،، یعنی مناظر کا ذہن ایسے راستے پہ چلنے سے محفوظ رہتا ہے جو مطلوب تک نہ پہنچائے۔۔۔۔۔

سوال::: حال مترادفہ اور متداخلہ کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

حال مترادفہ:::

ایک ہی ذوالحال کے دوسرے حال کو"" حال مترادفہ "" کہتے ہیں۔۔۔۔

حال متداخلہ:::

جو بیک وقت حال اور ذوالحال بنے اسے حال متداخلہ کہتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: اس کتاب کا متن"" شریفیہ "" کن کن اجزاء پہ مشتمل ہے؟؟؟

جواب::: یہ ایک مقدمہ، نو ابحاث اور ایک خاتمہ پہ مشتمل ہے۔۔۔۔

سوال::: مقدمہ اور خاتمہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: مقدمہ اس چیز کو کہتے ہیں جس پر مقاصد میں بصیرت کے ساتھ شروع ہونا موقوف ہو۔۔۔۔

خاتمہ اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی چیز کو ختم کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: ""مقدمہ"" کس سے ماخوذ ہے؟؟؟

جواب::: یہ ""مقدمۃ الجیش"" سے ماخوذ ہے((مقدمۃ الجیش کا مطلب ہے ""لشکر کا اگلا حصہ "")) جس طرح لشکر کا اگلا حصہ آگے جاکر لشکر کے لیے انتظام کرتا ہے اسی طرح مقدمات کتابوں کے شروع میں آکر کتاب میں آنے والی چیزوں کے لیے طالب علم کو تیار کرتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: تعریفات کس کی جمع ہے؟؟؟اور یہ کس معنی میں ہے؟؟؟

جواب::: تعریفات ""تعریف"" کی جمع ہے،، یہ معرف کے معنی میں ہے یا مصدری معنی میں ہے،، مصدری معنی یہ ہے کہ وہ نظر وفکر جو کسی متصور چیز کو حاصل کرنے کے لیے کی جائے۔۔۔۔۔

سوال::: ""مناظرہ"" کس سے ماخوذ ہے؟؟؟

جواب::: مناظرہ یا تو ""نظیر"" ماخوذ ہے یا "" نظر "" سے۔۔۔

اگر نظیر سے مأخوذ ہے تو اس معنی میں ہے کہ دونوں کا ماخذ ایک ہے ((یعنی لفظ """ مناظرہ اور نظیر """ کا ایک ہی ماخذ ہے ان کے ایک ہی حروف اصلیہ ہیں))۔۔۔۔

اگر یہ نظر سے ماخوذ ہے تو اس کے چار معنی ہوں گے:::

(1)ابصار

(2) نفس کا معقولات کی طرف التفات کرنا اور ان میں غور وخوض کرنا

(3)انتظار

(4)مقابلہ

سوال::: مناظرہ اور اس کے معانی کے درمیان وجہ مناسبت لکھیں۔۔۔۔

جواب::: چونکہ مناظرے کے پانچ معانی بیان کیے گئے تو ان میں سے تین کی مناسبت مصنف نے لکھی ہے جو کہ درج ذیل ہے

::: پہلا معنی """ مأخذ کا ایک ہونا """ اس میں اور مناظرے میں یہ مناسبت ہے کہ دونوں مناظرہ کرنے والے ہم پلہ ہوں برابر کے ہوں،، ایسا نہ ہو کہ ایک شخص بہت بڑے درجے کا ہو جبکہ دوسرا نچلے درجے کا ہو۔۔۔۔۔۔

تیسرا معنی ہے """ نفس کا معقولات کی طرف التفات کرنا اور ان میں غور وفکر کرنا """ اس معنی میں اور مناظرہ میں مناسبت یہ ہے کہ مناظر کو بولنے سے پہلے غور وفکر کر لینا چاہیے۔۔۔۔۔

چوتھا معنی ہے """ انتظار """ اس میں اور مناظرے میں مناسبت یہ ہے کہ جب تک ایک فریق اپنی بات ختم نہ کرے تب تک دوسرے کو انتظار کرنا چاہیے اور فریق اول کی بات کے درمیان اپنی بات نہیں گھسیڑنی چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: مناظرہ کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: متخاصمین کا دو چیزوں کے درمیان درست نسبت ظاہر کرنے کے لیے غور وفکر کرنا۔۔۔۔

یعنی جب دو شخص جن کا مؤقف ایک دوسرے کے خلاف ہو اور وہ دو ایسی چیزوں میں غور و فکر کریں جن میں سے ایک محکوم علیہ جبکہ دوسری محکوم بہ ہو اور اس غور و فکر کا مقصد حق کا اظہار کرنا ہو تب اس کو مناظرے کا نام دیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: بعض اوقات بحث و مباحثہ کرنے والوں کا مقصد حق کو ظاہر کرنا نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد مد مقابل کو غلط ثابت کرنا اور اس پہ الزام لگانا ہوتا ہے،، کیا اس بحث کو ہم مناظرہ کہہ سکتے ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، اسے مناظرہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ یہ والی بحث مناظرہ کی تعریف میں داخل نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: بعض علماء اس مقام پہ پہنچ جاتے ہیں کہ وہ دوسرے کے دل کی بات جان لیتے ہیں تو اگر دونوں مناظرین اس مقام پہ فائز ہوں اور وہ دل ہی دل میں ایک دوسرے سے بحث کریں تو کیا اس بحث کو مناظرہ کا نام دیا جائے گا؟؟؟

جواب::: جی نہیں اس بحث کو مناظرہ کا نام نہیں دیا جائے گا کیونکہ یہاں قول نہیں پایا گیا۔۔۔۔۔۔

سوال:: ماتن نے مناظرے کی تعریف میں جس نسبت کا ذکر کیا ہے اس سے مراد کون سی نسبت ہے؟؟؟

جواب::: اس سے مراد نسبت خبریہ ہے،، برابر ہے کہ وہ حملیہ ہو، اتصالیہ ہو یا انفصالیہ۔۔۔۔۔

سوال::: عام طور پر مصنفین """مناظرہ اور آداب""" کی کیا تعریف بیان کرتے ہیں؟؟؟ اس تعریف پہ کون سے دو اعتراض وارد ہوتے ہیں؟؟؟ نیز ان اعتراضات کے جوابات لکھیں۔۔۔۔۔

جواب::: عام طور پر مصنفین """مناظرہ اور آداب""" کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ "" جانبین کا درستگی کے اظہار کے لیے دو چیزوں کے درمیان نسبت میں نظر و فکر کرنا""۔۔۔۔

اس تعریف پہ دو اعتراضات وارد ہوتے ہیں،، دونوں مع جوابات درج ذیل ہیں:::

اعتراض نمبر 1::: مصنفین کی تعریف میں لفظ """نظر و فکر""" خاص ہے اور اگر سائل صرف """منع""" سے کام لے نقض اور معارضہ قائم نہ کرے تو اس وقت جانبین کا غور و فکر کرنا صادق نہیں آئے گا کیونکہ سائل صرف """منع""" سے کام لے رہا ہے۔۔۔۔۔

جواب::: یہاں لفظ""" نظر و فکر""" خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے اور اس سے مراد نفس کا معانی کی طرف التفات کرنا ہے جو کہ سب کو شامل ہے لہذا جانبین کا غور و فکر کرنا صادق آجائے گا۔۔۔۔

اعتراض نمبر2::: مصنفین کی تعریف میں لفظ""" جانبین """استعمال کیا گیا ہے جو کہ عام ہے،،استاد اور شاگرد کے لیے بھی لفظ """جانبین """استعمال کیا جاسکتا ہے جبکہ مناظرہ تو"""متخاصمین """کے درمیان ہوتا ہے تاکہ حق واضح ہو۔۔۔

جواب::: مناظرین کے عرف کے مطابق یہاں"""جانبین """سے مراد"""متخاصمین """ہی ہیں۔۔۔

سوال::: ماتن نے دیگر مصنفین کی تعریف کو اختیار کرنے کی بجائے اپنی علیحدہ تعریف کیوں بیان کی؟؟؟

جواب::: کیونکہ دوسری تعریف پہ اعتراضات وارد ہوتے ہیں لہذا اعتراضات سے بچنے کے لیے ماتن نے ایک علیحدہ تعریف کو بیان کیا تاکہ اعتراض و جواب کے تکلف سے بچا جاسکے۔۔۔۔۔

اعتراض::: بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ مناظرے کا نتیجہ نہیں نکلتا یعنی مناظرے کا مقصد حق کو ظاہر کرنا ہے تو کبھی کبھی نتیجتاً حق ظاہر نہیں ہوتا،،تو مصنف کا یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ مناظرہ درست رائے کا اظہار کرنے کے لیے ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: یہ اعتراض درست نہیں ہے بلکہ اس گفتگو کو مناظرہ ہی کہا جائے گا کیونکہ فعل کے بعد اس کی غرض کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔۔۔

مثلاً اگر کوئی استاد اپنے شاگرد کو ادب سکھانے کے لیے مارتا ہے لیکن وہ شاگرد مار کھانے کے بعد باادب نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ استاد نے مارا ہی نہیں۔۔۔۔پس ثابت ہوا یہ اعتراض باطل ہے کیونکہ فعل کے پائے جانے کے بعد اس کی غرض بھی پائی جائے یہ ضروری نہیں۔۔۔

سوال::: ماتن نے مناظرے کی تعریف کس انداز میں کی ہے؟؟؟

جواب::: انہوں نے مناظرے کی تعریف اس انداز میں کی ہے جس سے مناظرے کی علل اربعہ کو سمجھا جاسکتا ہے۔۔۔۔

(1)لفظ"""توجہ """سے علت صوری حاصل ہو رہی ہے۔۔۔

(2)"""متخاصمین """سے علت فاعلی ثابت ہوتی ہے۔۔۔

(3)""" نسبت""" سے علت مادی کا حصول ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(4)""" اظہار الصواب""" سے علت غائی حاصل ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے اپنی تعریف میں """ اظہار اللصواب""" کی قید کیوں لگائی ہے؟؟؟

جواب::: یہ قید اس لیے لگائی ہے تاکہ مجادلہ اور مکابرہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ ان دونوں میں بحث ومباحثہ کا مقصد درست رائے کا اظہار نہیں بلکہ مدمقابل کو الزام دینا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: مجادلہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: مجادلہ اس منازعہ کو کہتے ہیں جو درستگی کے اظہار کے لیے نہیں بلکہ مدمقابل کو الزام دینے کے لیے کیا جاتا ہے کیونکہ اگر مجادلہ کرنے والا """ مجیب""" ہو تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ لاجواب نہ ہو اور جو الزام سائل نے اس پہ لگایا ہے اس سے محفوظ رہے اور اگر مجادلہ کرنے والا سائل ہو تو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مدمقابل کو الزام لگائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مجیب یا سائل دونوں میں سے کوئی ایک مجادلہ کرے تو دوسرے کو کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: دوسرے کو چاہیے کہ مجادل کی بات سے اعراض کرے اور اس کی طرف دھیان نہ دے۔۔۔۔۔

سوال::: مکابرہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: مکابرہ اس منازعہ کو کہتے ہیں جو نہ درستگی کے اظہار کے لیے ہوتا ہے اور نہ مدمقابل کو الزام دینے کے لیے بلکہ یہ محض اپنی علمیت کے اظہار کے لیے ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے """ مکابرۃ""" کے لیے """ انہ""" کو استعمال کیا یعنی لفظ مکابرۃ کے لیے مذکر کی ضمیر کیوں استعمال کی حالانکہ یہاں گول ۃ آ رہی ہے جو کہ مؤنث کی علامت ہے؟؟؟

جواب::: جو مصدر """ تاء""" کے ساتھ استعمال ہو اس کے لیے مذکر اور مؤنث دونوں طرح کی ضمائر لائی جا سکتی ہیں۔۔۔۔ یہاں """ مکابرۃ""" کے ساتھ """ تاء""" آئی ہے لہذا اس کے لیے مذکر اور مؤنث دونوں طرح کی ضمیر لائی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: محققین کے نزدیک اشیاء کی حقیقتوں کو کیسے پہچانا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: محققین کے نزدیک اشیاء کو ان کی ضدوں سے پہچانا جاتا ہے-----

سوال::: کسی چیز کو کتاب یا ثقہ سے نقل کرنا اولی ہے یا دلیل سے ثابت کرنا زیادہ اولی ہے؟؟؟

جواب::: موجودہ زمانے میں کسی چیز کو کتاب یا ثقہ سے نقل کرنا اولی ہے کیونکہ دلیل سے ثابت کرنا اکثر نزاع کا سبب بنتا ہے-----

سوال::: نقل کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: کسی کے قول کو یوں بیان کرنا کہ اس کا معنی تبدیل نہ ہو اور اس بات کی بھی نشاندھی کرنا کہ یہ قول کسی غیر کا ہے""نقل"" کہلاتا ہے-----

نقل میں اس بات کا لحاظ ہونا چاہیے کہ قول کا معنی تبدیل نہ ہو الفاظ اگرچہ تبدیل ہو جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ قول کسی دوسرے کا ہے مثلا یوں کہنا:::امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا""وضو میں نیت کرنا فرض نہیں ہے""-----

سوال::: اقتباس اور مقتبس کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: اگر کسی کے قول کو یوں بیان کیا جائے کہ کنایۃ، صریحا یا ضمنا یہ بات ظاہر نہ ہو کہ یہ کسی غیر کا قول ہے تو اس کو اقتباس کہتے ہیں اور اقتباس کرنے والے کو""مقتبس""کہا جاتا ہے-----

سوال::: مقتبس کو مناظرین کی اصطلاح میں کیا کہا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: مقتبس کو مناظرین کی اصطلاح میں مدعی کہا جاتا ہے-----

سوال::: اگر متخاصمین میں سے کوئی ایک کسی قول کو نقل کرے تو کیا دوسرے متخاصم کو اس قول کا حوالہ وغیرہ مانگنا چاہیے؟؟؟

جواب::: اگرایک متخاصم کسی قول کو نقل کرتاہے اور دوسرے متخاصم کواس قول کے صحیح ہونے کا علم ہے تو پھر اس کو حوالہ وغیرہ مانگنے کی اجازت نہیں کیونکہ اگراس کو قول کے صحیح ہونے کا علم تھالیکن اس کے باوجود اس نے اس قول پہ حوالہ وغیرہ مانگاتو وہ مناظر نہیں بلکہ مکابر یا مجادل کہلائے گا۔۔۔۔۔

اگر دوسرے متخاصم کو قول کے صحیح ہونے کا علم نہیں تواس پہ حوالہ وغیرہ مانگنالازمی ہے ورنہ وہ مناظر نہیں کہلائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: تصحیح النقل کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: منقول عنہ کی طرف منسوب قول کی نسبت کی سچائی کو بیان کرنا""" تصحیح نقل""" کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: قاضی عضدالدین نے""" تصحیح النقل""" کی اصطلاح کو""" صحۃ النقل""" سے تعبیر کیا ہے،، کیا""" صحۃ النقل""" تصحیح النقل سے بہتر ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، بلکہ تصحیح النقل بہتر ہے کیونکہ قاضی عضدالدین کی عبارت سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ وہ قول جسے نقل کیا جارہا ہے اس کا صحیح ہوناضروری ہے جبکہ یہ چیز یہاں مطلوب ہی نہیں،، یہاں تصحیح نقل مطلوب ہے یعنی منقول عنہ کی طرف منسوب قول کی نسبت سچی ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے""" نقل اور تصحیح النقل""" کے درمیان حرف عطف ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: یہاں ماتن نے""" تصحیح النقل""" کو صحۃ النقل کا معطوف نہیں بنایا کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک دوسرے سے متغائر ہوتے ہیں جبکہ تصحیح النقل تو نقل کے متعلقات میں سے ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مدعی کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل أوالتنبیہ

ترجمہ::: جو دلیل اور تنبیہ کے ساتھ حکم ثابت کرنے کے لیے اپنے نفس کو پیش کرے۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے اپنی تعریف میں""" من""" اسم موصول کی جگہ""" ما""" کا استعمال کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: """من""" ماسے زیادہ اولی ہے کیونکہ """من""" ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ """ما""" غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مناظرہ ذوی العقول کے درمیان ہوتا ہے اس لیے """من""" استعمال کیا۔۔۔۔

سوال::: کیا مدعی کی تعریف """ناقض اور معارض""" پہ صادق آتی ہے ؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ ناقض خود کو حکم ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ حکم کی نفی کرنے کے لیے پیش کرتا ہے جبکہ معارض مدعی کی دلیل سے معارضہ کرتا ہے لہذا یہ دونوں اس تعریف میں داخل نہیں۔۔۔

سوال::: مدعی کس وقت حکم ثابت کرنے کے لیے دلیل کا استعمال کرے گا اور کس وقت تنبیہ کا استعمال کرے گا؟؟؟

جواب::: جب حکم نظری ہو گا تب دلیل کے ذریعے حکم ثابت کیا جائے گا اور جب حکم بدیہی غیر اولی ہو گا تب تنبیہ کا استعمال کیا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن اپنے دوسرے رسالے """منہیہ""" میں """مدعی""" کی تعریف کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: ماتن اپنے دوسرے رسالے """منہیہ""" میں فرماتے ہیں کہ مدعی کی تعریف میں مسامحت ہے کیونکہ تنبیہ حکم کو ثابت کرنے کا فائدہ نہیں دیتی ((ماتن نے مدعی کی تعریف کے بارے میں کہا تھا کہ مدعی دلیل یا تنبیہ کے ذریعے حکم ثابت کرتا ہے تو اس حوالے سے انہوں نے دوسرے رسالے """منہیہ""""" میں ارشاد فرمایا کہ میری تعریف میں مسامحت ہے کیونکہ تنبیہ حکم کو ثابت کرنے کا فائدہ نہیں دیتی))۔۔۔۔

اعتراض::: تنبیہ حکم کو ثابت کرنے کا فائدہ نہیں دیتی لہذا ماتن کی تعریف غلط ہے،، یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس میں تسامح ہے؟؟؟ ((تسامح سے مراد خلاف ظاہر ہے یعنی یہ تعریف خلاف ظاہر پہ دلالت کر رہی ہے))۔۔۔۔۔

جواب::: یہاں سے عموم مجاز مراد ہے ((عموم مجاز کہتے ہیں کہ کسی معنی مجازی کو اس طرح مراد لینا کہ وہ معنی حقیقی پہ بھی صادق آجائے)) یعنی حکم کو ثابت کرنے کا مطلب ہے """مخاطب کے ذہن میں حکم کو پختہ کرنا""" اور مخاطب کے ذہن میں کبھی دلیل کے ذریعے حکم کو پختہ کیا جاتا ہے اور کبھی تنبیہ کے ذریعے۔۔۔ماتن کی تعریف میں کوئی غلطی نہیں۔۔۔۔

سوال::: مولانا عصام الملۃ نے مدعی کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے ؟؟؟ نیز اس تعریف پہ ہونے والا اعتراض اور اس کا جواب سپرد قلم کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مولانا عصام الملۃ مدعی کی تعریف یوں کرتے ہیں:::

مدعی وہ ہے جو نسبت کو واقع کے مطابق کرنے کا فائدہ دے۔۔۔۔

اس تعریف پہ ہونے والا اعتراض:::

مولانا عصام الملۃ کی تعریف درست نہیں ہے کیونکہ یہ تعریف ہر اس شخص پہ صادق آتی ہے جو کوئی بھی جملہ بولے کیونکہ ہر جملے میں صدق

سوال::: ""دلیل انی اور دلیل لمی"" میں فرق بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: معلول سے علت پہ استدلال کرنا""دلیل انی"" کہلاتا ہے جیسا کہ دھواں دیکھ کر آگ پہ استدلال کرنا۔۔۔۔

علت سے معلول پہ استدلال کرنا""دلیل لمی"" کہلاتا ہے مثلاً آگ دیکھ کر دھوئیں پہ استدلال کرنا۔۔۔۔۔

سوال::: مستدل اور معلل کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: اگر مدعی ""دلیل انی"" کے ذریعے کلام کرے تو مستدل کہلاتا ہے اور اگر ""دلیل لمی"" کے ذریعے کلام کرے تو معلل کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: سائل کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: سائل وہ ہوتا ہے جو دلیل قائم کیے بغیر اس حکم کی نفی کرے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اور کبھی اس کا اطلاق اس سے اعم پر بھی ہوتا ہے ((یعنی ہر وہ شخص جو مدعی کے دعویٰ کے خلاف بولے اس پہ بھی اس تعریف کا اطلاق ہو جاتا ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال:: ماتن نے اپنی تعریف میں یہ کیوں کہا ہے کہ "" کبھی اس کا اطلاق اس سے اعم پر بھی ہوتا ہے""؟؟؟

جواب::: یہاں تعریف کے پہلے حصے پہ اعتراض ہو رہا تھا اس کو دفع کرنے کے لیے ماتن نے یہ بات کہی۔۔۔۔

تعریف کا پہلا حصہ یہ تھا کہ """سائل اسے کہتے ہیں جو بغیر دلیل کے مدعی کے دعویٰ کی نفی کرے"""اس پہ اعتراض وارد ہوا کہ یہ تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ اس میں صرف ناقض داخل ہوتا ہے،،معارض اور مانع پہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ معارض دلیل کے ساتھ حکم کی نفی کرتا ہے جبکہ مانع حکم کی نفی نہیں کرتا بلکہ مدعی سے دلیل طلب کرتا ہے اور یہ تینوں سائل ہیں جبکہ تعریف کے پہلے حصے میں صرف ناقض ہی داخل ہو رہا ہے۔۔۔اس اعتراض کو دفع کرنے کے لیے ماتن نے تعریف میں مزید اضافہ کیا کہ """کبھی کبھی اس کا اطلاق اس سے اعم پر بھی ہوتا ہے"""اب ہر وہ بندہ جو مدعی کے خلاف بولے گا یعنی ناقض، معارض اور مانع وہ سب اس تعریف میں داخل ہوں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: دعویٰ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: دعویٰ وہ قضیہ ہے جو حکم پہ مشتمل ہو اور اس کا مقصد دلیل کے ذریعے حکم کو ثابت کرنا ہوتا ہے یا تنبیہ کے ذریعے حکم کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔

اعتراض::: دلیل کے ذریعے حکم نظری کو ثابت کیا جاتا ہے جبکہ تنبیہ کے ذریعے اس حکم کا اظہار کیا جاتا ہے جو بدیہی غیر اولی ہو جبکہ حکم کبھی کبھی بدیہی اولی بھی ہوتا ہے تو وہ دعوی کی اس تعریف میں داخل نہیں ہوا لہذا یہ تعریف جامع نہیں ہے۔۔۔

جواب::: یہ تعریف بلکل جامع ہے اس میں کوئی غلطی نہیں،،رہی بات اس حکم کی جو بدیہی اولی ہے تو وہ واقعی اس تعریف میں داخل نہیں کیونکہ یہاں مطلق قضیہ کی تعریف نہیں ہوئی بلکہ ان قضایا کی تعریف کرنا مقصود ہے جن میں مناظرہ ہو سکتا ہو جبکہ بدیہی اولی تو وہ حکم ہے جس میں مناظرہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا انکار کرنے والا مناظر نہیں بلکہ مجادل یا مکابر کہلائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: دعویٰ کو مزید کون کون سے نام دیے جاتے ہیں؟؟؟

جواب::: دعویٰ کے مزید چار نام ذکر کیے گئے ہیں:::

(1)دعوے پر یا اس کی دلیل پہ سوال وارد ہوتا ہے اس حیثیت سے دعویٰ کو"""مسئلہ"""کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(2)دعوے یا اس کی دلیل پہ بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے اسے"""مبحث"""کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(3)دعوی دلیل سے حاصل ہوتا ہے اس حیثیت سے اسے نتیجہ کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(4) کبھی دعویٰ کلی ہوتا ہے اس حیثیت سے اسے قاعدہ اور قانون کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: دعویٰ اور مطلوب میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: مطلوب دعویٰ سے زیادہ عام ہے کیونکہ دعوی تصدیق کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ مطلوب تصور و تصدیق دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: مطلوب کا دوسرا نام ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: مطلوب میں چونکہ طلب واقع ہوتی ہے اس لیے اسے مطلب بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

کبھی کبھی مطلوب کو مطلوب کہنے کی بجائے مطلب سے تعبیر کیا جاتا ہے((یعنی کبھی کبھی اسے مطلوب نہیں بلکہ مطلب کہا جاتا ہے)) کیونکہ اس سے تصورات و تصدیقات کو طلب کیا جاتا ہے،، تصورات کی مثال مناطقہ کا قول ہے"""الانسان ماھو"""اور تصدیقات کی مثال ہے"""ھل العالم حادث"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے تعریف کی تفصیل کو دلیل کی تفصیل پہ مقدم کیوں کیا؟؟؟

جواب::: تعریف کے ذریعے مطلوب تصوری کا حصول ہوتا ہے جبکہ دلیل کے ذریعے مطلوب تصدیقی کا حصول ہوتا ہے اور تصورات تصدیقات پہ مقدم ہوتے ہیں لہذا تعریف کی تفصیل کو دلیل کی تفصیل پہ مقدم کر دیا تاکہ اس کی اقسام کی تعریفات کا علم حاصل ہو جائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تعریف کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: تعریف کی دو اقسام ہیں:::

(1) حقیقی

(2) لفظی

حقیقی تعریف::: تعریف حقیقی اسے کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی غیر حاصل صورت کو حاصل کرنے کا قصد کیا جاتا ہے،،اگر اس صورت کا وجود خارج میں موجود ہو تو یہ """تعریف بحسب الحقیقۃ""" ہے اگر خارج میں موجود نہ ہو تو یہ """تعریف بحسب الاسم""" ہے------

لفظی تعریف::: تعریف لفظی اسے کہتے ہیں جس کے ذریعے مدلول کی تفسیر کا قصد کیا جاتا ہے-----مثلا لفظ """غضنفر""" کی تعریف لفظ """اسد""" کے ذریعے کرنا((غضنفر اور اسد دونوں کا مطلب شیر ہے لیکن غضنفر کی تعریف اسد کے ذریعے کی جا رہی ہے تو یہ تعریف لفظی ہے))-----

سوال::: تعریف کی وجہ حصر بیان کریں-----

جواب::: تعریف یا تو ذہن میں ایسی صورت کو حاضر کرے گی جو غیر حاصل ہے یا پہلے سے حاصل شدہ صورت کو اس کے غیر سے ممتاز کرے گی،،اگر تعریف نے پہلے سے حاصل شدہ صورت کو اس کے غیر سے ممتاز کیا تو یہ تعریف لفظی ہو گی کیونکہ تعریف لفظی اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ یہ لفظ اس معنی معین کے مقابلے میں وضع کیا گیا ہے،،تعریف لفظی کبھی مفرد ہوتی ہے جیسا کہ غضنفر کی تعریف اسد کے ذریعے کرنا اور کبھی تعریف لفظی مرکب ہوتی ہے جیسا کہ """الثابت العین""" سے وجود کی تعریف کرنا((یہاں """الثابت العین""" مرکب ہے))------

اگر تعریف کے ذریعے ذہن میں ایسی صورت حاصل ہوئی جو پہلے حاصل نہ تھی تو یا اس صورت کا وجود خارج میں موجود ہو گا جیسا کہ انسان کی تعریف """حیوان ناطق""" سے کرنا((انسان کو یہاں مثال کے طور پر اس لیے ذکر کیا گیا کیونکہ خارج میں اس کا وجود پایا جاتا ہے))یا اس صورت کا وجود خارج میں نہیں ہو گا جیسا کہ """کلمہ کی تعریف""" کیونکہ کلمہ کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا بلکہ وہ ایسا لفظ ہے جسے مفرد معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو-----اگر اس صورت کا وجود خارج میں ہو گا تو یہ تعریف بحسب الحقیقۃ ہو گی اور اگر خارج میں موجود نہیں ہو گا تو یہ تعریف بحسب الاسم ہو گی------

سوال::: محقق طوسی نے کن الفاظ میں تعریف لفظی اور تعریف حقیقی کی تعریف کی ہے؟؟؟

جواب::: محقق طوسی فرماتے ہیں کہ تعریف لفظی وہ تعریف ہے جو لغت سے مناسبت رکھتی ہو جبکہ تعریف حقیقی لغت سے مناسبت نہیں رکھتی------

اعتراض::: تعریف حقیقی کو """بحسب الحقیقۃ اور بحسب الاسم""" کہنا درست نہیں کیونکہ اس سے تقسیم الشئی الی نفسہ والی غیرہ لازم آرہی ہے۔۔۔۔۔

جواب::: یہ اعتراض درست نہیں ہے کیونکہ مصنف کی """تعریف حقیقی""" سے مراد وہ چیز ہے جو کسی شے کی ماہیت کی معرفت کا فائدہ دے عام ہے کہ وہ شے خارج میں موجود ہو یا نہ ہو۔۔۔۔

"""بحسب الحقیقۃ""" سے مراد وہ چیز ہے جو خارج میں موجود چیز کی حقیقت کی معرفت کا فائدہ دے اور """بحسب الاسم""" سے مراد وہ چیز ہے جو اصطلاح اعتباری کی معرفت کا فائدہ دے۔۔۔۔۔

سوال::: شیخ ابن حاجب نے """تعریف لفظی""" کی کیا تعریف بیان کی ہے؟؟؟ اور ان کی تعریف پہ وارد ہونے والے اعتراض کا جواب بھی لکھیں۔۔۔۔

جواب::: شیخ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ تعریف لفظی وہ تعریف ہے جو اظہر اور مرادف الفاظ کے ذریعے ہو۔۔۔۔

اس پہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ """ترادف""" مفرد کے اوصاف میں سے ہے جبکہ """وجود""" کی تعریف لفظی مرکب ہوتی ہے تو شیخ ابن حاجب کا تعریف لفظی میں ترادف کا قائل ہونا کیسے درست ہو سکتا ہے؟؟؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وجود کی تعریف کو ہم تفصیلی اعتبار سے نہیں دیکھیں گے بلکہ من حیث المجموع اس کا اعتبار کریں گے اور من حیث المجموع وجود کی تعریف مفرد ہے ((جس طرح لفظ """عبداللہ""" کو اگر ہم تفصیلی اعتبار سے دیکھیں تو یہ مرکب ہے لیکن جب یہ علم ہو گا تو ہم اسے مجموعے کے حساب سے دیکھیں گے تو من حیث المجموع یہ مفرد ہے)) لہذا اعتراض ختم ہوا۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے شیخ ابن حاجب کی تعریف چھوڑ کر اپنی الگ تعریف ذکر کیوں کی؟؟؟

جواب::: کیونکہ شیخ ابن حاجب کی تعریف پہ اعتراض و جواب کا سلسلہ ہوتا ہے جس سے انسان تکلفات میں پڑ جاتا ہے لہذا ان تکلفات سے بچنے کے لیے ماتن نے اپنی ایک الگ تعریف ذکر کر دی۔۔۔۔۔۔

سوال::: دلیل کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: دلیل وہ ہے جو دو قضیوں سے مرکب ہو تاکہ مجہول نظری تک پہنچا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: اصولیین کے نزدیک دلیل کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: جس چیز کے احوال میں نظر صحیح کے ذریعے مطلوب خبری تک پہنچنا ممکن ہو اسے اصولیین کے نزدیک دلیل کہا جاتا ہے مثلا""العالم""،،جو اس کے احوال میں نظر کرے گا کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے تو وہ مطلوب تک پہنچ جائے گا یعنی وہ جان لے گا کہ عالم حادث ہے۔۔۔۔۔۔

ضروری نوٹ::: اصولیین کے نزدیک صرف لفظ""عالم""دلیل ہے جبکہ حکماء کے نزدیک""العالم متغیر و کل متغیر حادث"" یہ مکمل مجموعہ دلیل ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تنبیہ اور دلیل میں فرق بیان کریں۔۔۔

جواب::: دو قضیوں کا مجموعہ اگر بدیہی غیر اولی کے خفاء کو ختم کرنے کے لیے ذکر کیا جائے تو اسے تنبیہ کہیں گے اور اگر اسے مجہول نظری کے خفاء کو ختم کرنے کے لیے بولا جائے تو دلیل کہیں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: دلیل اور اَمارۃ میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: علم سے لازم آنے والی چیز کو دلیل کہا جاتا ہے یعنی ایک چیز کی تصدیق سے دوسری کی تصدیق لازم آئے تو اسے دلیل کہیں گے اور ظن سے لازم آنے والی چیز کو اَمارۃ کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ""ملزوم العلم""میں استلزام سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: یہاں استلزام سے مراد وہ مناسبت ہے جو منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے دلیل کی تعریف میں لفظ""شئ""کو ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: اگر ماتن لفظ""شئ""کو دلیل کی تعریف میں ذکر کرتے تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ""شئ""اسے کہتے ہیں جو موجود ہو جبکہ دلیل کا مدلول کبھی کبھی عدمی بھی ہوتا ہے تو یہ تعریف درست نہیں،،اگرچہ اس اعتراض کا جواب موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں""شئ""سے مراد وہ چیز ہے جس کے بارے میں جانا جا سکے اور خبر دی جا سکے،، لیکن ماتن چونکہ اعتراض و جواب کے تکلف میں نہیں پڑنا چاہتے لہذا انہوں نے تعریف میں اس لفظ کو ذکر نہیں کیا تاکہ یہ اعتراض ہی نہ ہو سکے۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے دلیل کی تعریف کے بعد """تقریب"""کی تعریف کیوں ذکر کی؟؟؟

جواب::: دلیل کے لیے علم تک پہنچنے میں تقریب کا ہونا ضروری ہے لھذا دلیل کے بعد تقریب کی تعریف ذکر کی۔۔۔۔۔۔

سوال::: تقریب کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: دلیل کو اس طریقے پر ذکر کرنا کہ مطلوب حاصل ہو جائے تقریب کہلاتا ہے،، پھر جیسی دلیل ہو گی ویسا حکم اس سے ثابت ہو گا قطعی دلیل سے قطعی حکم ثابت ہو گا اور ظنی دلیل سے ظنی حکم ثابت ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: تعلیل کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: کسی شے کی علت کو بیان کرنا تعلیل کہلاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: تعلیل کی تعریف میں علت سے مراد کون سی علت ہے؟؟؟

جواب::: یہاں علت سے مراد """علت تامہ""" ہے۔۔۔۔

اعتراض::: تعلیل کی تعریف میں """علت""" سے مراد علت تامہ، ناقصہ اور ان سے اعم علت کوئی بھی مراد نہیں لے سکتے ((یعنی ان تینوں علتوں میں سے کوئی بھی علت یہاں مراد نہیں لی جاسکتی)) کیونکہ علت تامہ یا ناقصہ مراد لینے سے علت کی کوئی قسم معین ہو جائے گی جبکہ تعریف میں لفظ """علت""" کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جو کہ عام ہے اور عام بول کر خاص کو مراد نہیں لیا جاسکتا،، ان سے زیادہ اعم علت اس لیے مراد نہیں لے سکتے کیونکہ اس سے مطلوب حاصل نہیں ہوتا جبکہ مقصد مطلوب کو جاننا ہے۔۔۔۔

جواب::: اس اعتراض کے تین جوابات ہیں:::

(1) یہاں علت تامہ ہی مراد ہے کیونکہ اس تعریف میں لفظ """تبیین""" اس بات پہ دلالت کرتا ہے اور اس ((لفظ """تبیین""")) کا مقصد مطلوب کو جاننا ہوتا ہے اور علت تامہ کے بغیر مطلوب کو نہیں جانا جاسکتا۔۔۔۔۔

یہ جواب شارح نے دیا ہے اور یہ سب سے بہترین جواب ہے مزید دو جوابات جو دیگر علماء کی طرف سے دیے گئے ہیں درج ذیل ہیں۔۔۔۔

(2) یہاں علت سے مراد علت تامہ ہی ہے کیونکہ مطلوب کو جاننے میں یہی مؤثر ہوتی ہے،، لیکن یہ جواب کمزور ہے۔۔۔۔۔

(3) جب کسی چیز کو مطلق ذکر کیا جائے تو اس کو فرد کامل کی طرف پھیرا جاتا ہے اور یہاں فرد کامل """علت تامہ """ ہے لہذا اس کو اسی طرف پھیرا جائے گا ((یعنی مراد علت تامہ ہی ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: تعلیل کی تعریف میں لفظ """شئ """ پہ الف لام کون سا ہے ؟؟؟

جواب::: یہ الف لام عہد خارجی کا ہے اور معہود """دعوی """ ہے کیونکہ علت کو دعویٰ ثابت کرنے کے لیے ہی بیان کیا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: علت کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: کوئی شے اپنی حقیقت یا اپنے پائے جانے میں جس کی محتاج ہو اسے علت کہتے ہیں۔۔۔۔

شے کا اپنی حقیقت میں محتاج ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے بغیر شے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا مثلا جس طرح قیام، رکوع و سجود کے بغیر نماز کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور اس وقت علت کو """رکن """ کہیں گے۔۔۔۔

شے کا اپنے وجود میں علت کا محتاج ہونے سے مراد یہ ہے کہ علت اس میں مؤثر ہو یا اس کے مؤثر میں مؤثر ہو اور اس کے بغیر شے نہ پائی جا سکے جیسا کہ نمازی کے بغیر نماز نہیں پائی جا سکتی۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: علت قریبہ اور بعیدہ کی تعریف کریں۔۔۔۔۔

جواب::: جس کی طرف شے بغیر کسی واسطے کے محتاج ہو اسے علت قریبہ کہتے ہیں اور جس کی طرف کوئی شے واسطے کے ساتھ محتاج ہو اسے علت بعیدہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: ملازمہ کی تعریف مع مثال بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: کسی ایک حکم کا دوسرے حکم کا تقاضا کرنا """ملازمہ """ کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

مثلا::: سورج کا موجود ہونا دن کے وجود کا تقاضا کرتا ہے کہ جب جب سورج پایا جائے گا تب تب دن بھی موجود ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: کیا اہل مناظرہ کی اصطلاح میں """ملازمہ، تلازم اور استلزام""" میں کوئی فرق ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، اہل مناظرہ کے نزدیک یہ تینوں الفاظ ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔۔۔۔۔

اعتراض::: ماتن نے ملازمہ کی تعریف میں """ملازمہ""" کو حکم کے ساتھ خاص کیا ہے اور حکم قضایا میں پایا جاتا ہے جبکہ کبھی کبھی مفردات میں بھی """تلازم""" ہو جاتا ہے مثلا:::انسان اور ضاحک،، یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں،، پس ثابت ہوا کہ تعریف جامع نہیں ہے۔۔۔۔۔

جواب::: اس کے دو جواب ہیں:::

(1)اہل مناظرہ کے نزدیک تلازم حکم کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور یہاں اسی فن کی بات ہو رہی ہے لہذا ان کا اعتبار کیا جائے گا اور یہاں ملازمہ کی اصطلاح سے وہ تلازم مراد لیا جائے گا جو کہ حکم کے ساتھ خاص ہے۔۔۔۔۔

(2)مفردات کے درمیان تلازم حقیقت میں احکام کے درمیان تلازم ہے مثلا:::انسان اور ضاحک کے درمیان تلازم کا مطلب یہی ہے """کلما وجد الانسان وجد الضاحک"""۔۔۔۔

سوال::: جن دو احکام کے درمیان تلازم پایا جائے ان دونوں احکامات کو کون سی اصطلاحات سے تعبیر کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: جن دو احکام میں تلازم پایا جائے ان میں سے پہلے حکم کو ملزوم جبکہ دوسرے کو لازم کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر دونوں طرف سے استلزام پایا جائے اور بظاہر لازم اور ملزوم کی شناخت نہ ہو رہی ہو تو اس صورت میں کس حکم کو لازم قرار دیا جائے گا اور کسے ملزوم کہا جائے گا؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں جس حکم کو مقتضی((اسم فاعل یعنی تقاضا کرنے والا)) تصور کیا جائے گا اسے ملزوم کہا جائے گا اور جس حکم کو مقتضی((اسم مفعول یعنی جس کا تقاضا کیا جائے)) تصور کیا جائے گا اسے لازم کا نام دیں گے۔۔۔۔۔

سوال::: جو تعلق لازم اور ملزوم کا ہے وہی تعلق دلیل اور مدلول کا ہے،، ماتن نے دلیل کا تذکرہ کرتے وقت مدلول کا تذکرہ نہیں کیا لیکن ملزوم((یعنی ملازمہ)) کے ذکر کے دوران لازم کا تذکرہ کیوں کیا؟؟؟ نیز """ملازمہ""" کی اصطلاح کے بعد """منع""" کو ذکر کیوں کیا؟؟؟

جواب::: ملزوم کے ساتھ لازم کاذکر اس لیے کیا کیونکہ """منع""" جس طرح ملزوم پہ وارد ہوتی ہے اسی طرح لازم پہ بھی ہو سکتی ہے جبکہ مدلول کے معاملے میں ایسا نہیں ہوتا۔۔۔۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ """منع""" کے ساتھ ملازمہ کا تعلق زیادہ ہے لہذا ملازمہ کے ساتھ """منع""" کو ذکر کر دیا۔۔۔۔

سوال::: منع کی تعریف بیان کریں،، نیز منع کے مزید نام کون کون سے ہیں؟؟؟

جواب::: طلب الدلیل علی مقدمۃ معینۃ

مقدمہ معینہ پہ دلیل طلب کرنا """منع""" کہلاتا ہے۔۔۔ منع کو مناقضہ اور نقض تفصیلی بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔

اعتراض::: دیگر مصنفین نے مقدمہ کی اضافت ضمیر کی طرف کی ہے یعنی ان کی عبارت یوں ہے """طلب الدلیل علی مقدمتہ المعینۃ""" جبکہ ماتن نے مقدمہ کے ساتھ ضمیر کو ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: ماتن نے ضمیر کو ترک کیا کیونکہ ضمیر ذکر کرنے کی وجہ سے یہ وہم ہوتا تھا کہ منع سے مراد مطلوبہ دلیل کے مقدمہ پہ دلیل طلب کرنا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ مطلوبہ دلیل وہ ہوتی ہے جو مانع کے مطالبے پہ معلل پیش کرے((مانع کے منع وارد کرنے کے بعد معلل پیش کرے))،، پس اس وہم سے بچنے کے لیے ماتن نے ضمیر کو ذکر نہیں کیا۔۔۔

سوال::: ماتن نے """مقدمہ""" کے ساتھ """معینہ""" کی قید کیوں لگائی؟؟؟

جواب::: ماتن نے معینہ کی قید لگا کر """نقض اجمالی""" کو خارج کیا ہے((چونکہ منع کو نقض بھی کہتے ہیں اور نقض بھی دو اقسام کا ہے،، نقض اجمالی اور نقض تفصیلی،، مکمل دلیل پہ نقض وارد کرنا نقض اجمالی کہلاتا ہے جبکہ دلیل کے کسی ایک مقدمہ پہ نقض وارد کرنا نقض تفصیلی کہلاتا ہے،، پس یہاں نقض سے مراد نقض تفصیلی تھا اس لیے ماتن نے معینہ کی قید لگائی تاکہ نقض اجمالی خارج ہو جائے))۔۔۔۔

اعتراض::: کبھی کبھی دلیل کے دونوں مقدمات پہ منع وارد کی جاتی ہے مثلا::: جب معلل کہے کہ عورت کے زیورات میں زکوۃ واجب ہے کیونکہ نص اس کو شامل ہے اور نص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے """اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو"""،، پس جو چیز نص میں شامل ہو وہ جائز الارادہ ہوتی ہے اور جو چیز جائز الارادہ ہو وہ مراد ہوتی ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ محل نزاع((یعنی عورتوں

کے زیورات میں زکوۃ واجب ہونا))مراد ہے((شوافع کے نزدیک عورت کے زیورات میں زکوۃ واجب نہیں جبکہ احناف کے نزدیک واجب ہے اس لیے یہ محل نزاع ہے))معلل کی اس دلیل کے بعد سائل کہے گا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ محل نزاع نص میں شامل ہے اگر ہم اس کو تسلیم کرلیں تو یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ ہر وہ چیز جو نص میں شامل ہو وہ جائزالارادہ ہوتی ہے۔۔۔۔

اس مثال میں دلیل کے دونوں مقدمات پہ منع وارد ہوئی ہے۔۔۔۔

جواب::: اس مثال میں ایک منع نہیں بلکہ کئی منعیں ہیں جو یکے بعد دیگرے وارد ہوئی ہیں اور دوسرا جواب یوں بھی دیا جاسکتا ہے کہ بیک وقت دونوں مقدمات پہ منع وارد نہیں ہوئی بلکہ سائل نے ایک مقدمے کو تسلیم کرکے پھر دوسرے مقدمے پہ منع وارد کی ہے پس ثابت ہوا کہ منع دلیل کے ایک ہی مقدمے پہ وارد ہوسکتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے منع کے بعد """مقدمہ"""کی تعریف کیوں بیان کی ہے؟؟؟

جواب::: چونکہ منع کی تعریف میں مقدمہ کا ذکر آیا تھا اس لیے منع کے بعد مقدمہ کا ذکر کیا تاکہ عبارت کا ربط قائم رہے اور منع کو اچھی طرح سمجھا جاسکے۔۔۔۔۔

سوال::: مقدمہ کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: جس پہ دلیل کی صحت موقوف ہو وہ مقدمہ کہلاتا ہے،،برابر ہے کہ وہ((یعنی مقدمہ))دلیل کا جزء ہو((یعنی صغریٰ یا کبریٰ ہو))یا دلیل کا جزء نہ ہو مثلا شرط ہو۔۔۔۔۔

اعتراض:: مقدمہ معینہ پہ دلیل طلب کرنا منع کہلاتا ہے،،دلیل تو دعوے کی بھی مانگی جاتی ہے پس اس اعتبار سے دعویٰ پہ دلیل طلب کرنے کو بھی منع کہنا چاہیے جبکہ اسے منع کا نام نہیں دیا گیا۔۔۔۔۔۔

جواب::: تعریف میں قیودات یعنی حیثیات کا اعتبار کیا جاتا ہے،،دعوے پہ دلیل طلب کرنے کو منع نہیں کہ سکتے کیونکہ دعوے پہ بحیثیت دعوی ہونے کے دلیل طلب کی جاتی ہے جبکہ منع میں مقدمہ معینہ کی حیثیت سے دلیل طلب کی جاتی ہے،،پس دونوں کی حیثیات الگ الگ ہیں اس لیے دعوے پہ دلیل طلب کرنے کو منع نہیں کہا جاسکتا۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مانع پہ لازم ہے کہ وہ ایسے مقدمے پہ منع وارد کرے جس پہ دلیل کی صحت کا دارومدار ہے؟؟؟

جواب::: جس طرح ماتن نے مقدمہ کی تعریف کی ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ مانع اس مقدمے پہ منع وارد کرے جس پہ دلیل کی صحت کا دارومدار ہے تاکہ اس کی بات قابل سماعت ہو سکے،، لیکن یہ ثابت کرنا انتہائی مشکل ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: مقدمہ کی تعریف کے بعد سند کی تعریف ماتن نے کیوں بیان کی؟؟؟

جواب::: منع کی تعریف کے بعد مقدمہ کی تعریف اس لیے ذکر کی تھی کیونکہ اس میں مقدمہ کا لفظ آیا تھا اور مقدمہ کے بعد سند کی تعریف اس لیے کی گئی کیونکہ کبھی کبھی منع کو تقویت پہنچانے کے لیے سند کو ذکر کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: سند کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کریں۔۔۔ نیز یہ بتائیں کہ سند اور مستند میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: سند اور مستند میں کوئی فرق نہیں۔۔۔۔

لغوی تعریف::: لغت میں وہ چیز جس کے ساتھ ٹیک لگائی جائے اسے سند یا مستند کہتے ہیں۔۔۔۔

اصطلاحی تعریف:::

مناظرین کی اصطلاح میں منع کو تقویت دینے والا کلام سند کہلاتا ہے،، برابر ہے حقیقت میں یہ فائدہ دے یا نہ دے،، اس میں سند صحیح اور سند فاسد دونوں شامل ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: سند صحیح اور سند فاسد کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: سند صحیح وہ ہے جو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اخص ہو یا مساوی ہو۔۔۔۔

سند فاسد وہ ہے جو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اعم مطلق ہو یا اعم من وجہ ہو۔۔۔۔

سوال::: نقض کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب:::

لغوی تعریف::: نقض کا لغوی معنی ہے """توڑنا"""۔۔۔

اصطلاحی تعریف::: معلل کی دلیل کے پورا ہونے کے بعد دلیل کو ایسے شاھد کے ذریعے باطل کرنا جو اس بات پہ دلالت کرے کہ معلل کو اس دلیل سے استدلال کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس دلیل سے استدلال کرنے سے فساد لازم آئے گا عام ہے کہ وہ فساد تخلف المدلول عن الدلیل ہو((یعنی دلیل پائی جائے اور مدلول نہ پایا جائے)) یا اس سے محال لازم آتا ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: نقض اجمالی اور تفصیلی میں فرق واضح کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مطلقاً نقض کو نقض اجمالی بھی کہا جاتا ہے((اس کو نقض اجمالی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں غلطی کی جگہ متعین نہیں ہوتی بلکہ پوری دلیل پہ نقض وارد کی جاتی ہے)) منع کو نقض تفصیلی کہتے ہیں((اس کو نقض تفصیلی اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں دلیل کی غلطی کی جگہ متعین ہوتی ہے کہ دلیل کے اس مقدمے میں غلطی ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: شاھد کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: شاھد اسے کہتے ہیں جو دلیل کے فساد پہ دلالت کرے چاہے وہ فساد تخلف کی وجہ سے ہو((یعنی دلیل تو پائی جائے لیکن مدلول نہ پایا جائے)) یا محال کے لازم ہونے کی وجہ سے ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: نقض کی مشہور تعریف کون سی ہے؟؟؟

جواب::: نقض کی مشہور تعریف جو بیان کی جاتی ہے وہ ہے """حکم کا دلیل سے پیچھے رہ جانا"""((یعنی دلیل پائی جائے لیکن مدلول نہ پایا جائے))۔۔۔ماتن نے اس تعریف سے عدول کیا ہے کیونکہ اس پہ اعتراضات وارد ہوتے ہیں جو کہ آگے آرہے ہیں۔۔۔

اعتراض::: مشہور تعریف میں بس ایک ہی صورت پائی جارہی ہے((یعنی تخلف الحکم عن الدلیل)) جبکہ پیچھے ہم ماتن کی نقض والی تعریف میں پڑھ کر آئے ہیں کہ نقض میں دو صورتیں پائی جاتی ہیں((تخلف المدلول عن الدلیل اور لزوم محال))۔۔

جواب::: یہاں تعریف میں لفظ حکم سے مراد"""مدلول""" ہے عام ہے کہ وہ مدلول"""مدعی ہو یا غیر مدعی"""،،تب عبارت کا مطلب ہوگا"""دلیل کے پائے جانے کے باوجود مدلول کا نہ پایا جانا"""،،اس کی آگے دو صورتیں بنتی ہیں:::

(1) کسی ایک صورت میں دلیل نہ پائی جائے لیکن مدلول پایا جائے۔۔۔جیسا کہ تخلف الحکم عن الدلیل۔۔۔

(2) دلیل تو پائی جائے لیکن مدلول اصلا نہ پایا جائے،،جیسا کہ لزوم محال۔۔۔۔

((یعنی حکم سے مدلول مراد لینے میں نقض کی دونوں صورتیں اس تعریف میں شامل ہو جائیں گی))۔۔۔۔۔۔

اعتراض:: نقض ناقض کی صفت ہے جبکہ عبارت سے ثابت ہو رہا ہے نقض حکم کی صفت ہے۔۔۔۔۔

جواب::: یہ اصطلاحی تعریف ہے لغوی نہیں،، یہاں اہل اصطلاح کا اعتبار ہو گا،، مصدر مبنی للمفعول کے معنی میں ہو گا۔۔۔۔۔

اعتراض::: ((پچھلے دو اعتراضات نقض کی مشہور تعریف پہ وارد ہوئے تھے جبکہ یہ والا اعتراض مشہور تعریف اور ماتن کی تعریف دونوں پہ ہو گا))

نقض کا اطلاق کبھی کبھی دیگر دو معانی پہ بھی ہوتا ہے:::

(1) تعریفات پہ ہونے والے اعتراضات مثلاً یہ تعریف جامع ومانع نہیں ہے یہ بھی نقض کہلاتے ہیں۔۔۔۔۔

(2) مناقضہ ((یعنی منع)) کو بھی نقض کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

ماتن کی نقض والی تعریف اور نقض کی مشہور تعریف دونوں جامع ومانع نہیں ہیں کیونکہ یہ دو معانی ان میں شامل نہیں ہو رہے۔۔۔۔۔

جواب::: نقض کی یہ تعریف اس نقض کی ہے جو منع کے مقابلے میں آتا ہے،، جب کوئی چیز کسی کے مقابلے میں آتی ہے تو اس سے خارج ہو جاتی ہے ((مطلب یہ ہے کہ اس تعریف میں مناقضہ یعنی منع شامل نہیں ہو گی کیونکہ یہ تعریف منع کے مقابلے میں ہے تو منع اس میں کیسے داخل ہو سکتی ہے؟؟؟)) اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ والا نقض جس کی تعریف کی گئی ہے مدعی کی دلیل پہ وارد ہوتا ہے جبکہ تعریفات میں نہ کوئی دلیل ہوتی ہے اور نہ دعوی،، پس تعریفات پہ وارد ہونے والا نقض "" نقض اصطلاحی "" نہیں بلکہ نقض لغوی ہے جبکہ ہم نقض اصطلاحی کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: مناظرے میں مدعی کی دلیل پہ سائل کتنے طرح کے اعتراضات کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: مناظرے میں مدعی کی دلیل پہ سائل تین طرح کے اعتراضات کر سکتا ہے:::

(1) منع

(2) نقض

(3)معارضہ

سوال::: معارضہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: جس دعوے پہ مدعی نے دلیل قائم کی اس دعوے کے خلاف دلیل قائم کرنا معارضہ کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: معارضہ کی تعریف میں لفظ"""خلاف"""سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: خلاف سے مراد یہ ہے کہ معارض کا مدلول مدمقابل کے مدلول کے خلاف ہو اور یہ اختلاف بصورت مغایر نہیں بلکہ بصورت تنافی ہونا چاہیے مثلاً معارض کا مدلول خصم کے مدلول کی نقیض ہو یا اس نقیض کے مساوی ہو یا اس سے خاص ہو اور اس پہ لفظ """خصم"""قرینہ ہے کیونکہ محض مغایرت میں مخاصمت نہیں ہو سکتی بلکہ مخاصمت کا ایسی مخالفت میں ہونا ضروری ہے جو تنافی کی صورت میں ہو((یعنی جب ایک مدلول دوسرے کے خلاف ہو))۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: معارضہ کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: معارضہ کی تین اقسام ہیں:::

(1)معارضہ بالقلب

فریقین کی دلیلیں صورت اور مادہ دونوں میں متحد ہوں تو معارضہ بالقلب ہو گا۔۔۔۔۔

(2)معارضہ بالمثل

فریقین کی دلیلیں مادہ میں مختلف ہوں لیکن صورت میں متحد ہوں تو معارضہ بالمثل ہو گا۔۔۔۔۔۔

(3)معارضہ بالغیر

فریقین کی دلیلیں صورت اور مادہ دونوں میں مختلف ہوں تو معارضہ بالغیر کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: توجیہ کی تعریف کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مناظر کا اپنے کلام کو منع، نقض یا معارضہ وارد کرتے ہوئے مدمقابل کی طرف پھیرنا توجیہ کہلاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: غصب کی تعریف مع مثال ذکر کریں۔۔۔۔۔۔

جواب:::

تعریف::: غیر کے منصب کو اختیار کرنا غصب کہلاتا ہے،، یہ غیر مستحسن ہے لیکن کبھی کبھار درست ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

مثال::: ناقل نے کہا:::امام اعظم اور امام محمد کا فرمان ہے کہ اگر ظہار کرنے والا کفارے کے روزے میں جماع کرے تو وہ حانث ہو جائے گا۔۔۔((چاہیے تو یہ تھا کہ ناقل فقط تصحیح نقل کرتا لیکن اس نے پھر اس پہ دلیل دینی شروع کی اور مدعی کا منصب اپنا لیا چنانچہ)) پھر اس نے اللہ کے فرمان""" قبل اَن یتماسا""" کو بطور دلیل پیش کیا کہ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کفارہ جماع پہ مقدم ہونا چاہیے لیکن جب ظہار کرنے والے نے روزے کے دوران جماع کر لیا تو تقدیم فوت ہو گئی پس اسے چاہیے کہ نئے سرے سے دوبارہ روزے رکھے((اس مثال میں یہ شخص شروع میں ناقل تھا اور اس کا کام فقط تصحیح نقل کرنا تھا لیکن اس نے جب دلیل دینی شروع کی تو مدعی کا منصب اپنا لیا اور اسی کو غصب کہتے ہیں))۔۔۔۔۔۔

علم المناظرہ کا موضوع کیا ہے؟؟؟ نیز مقدمہ سے فارغ ہونے کے بعد مصنف نے"""بحث""" کے بارے میں کیوں بیان کیا؟؟؟

جواب::: اس فن کا موضوع بحث کرنا ہے اور چونکہ اس میں بحث کی کیفیات پہ بحث کی جاتی ہے اس لیے ماتن نے"""بحث""" کے بارے میں بیان کیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: بحث کے کتنے اور کون سے اجزاء ہیں؟؟؟

جواب::: بحث کے تین اجزاء ہیں:::

(1)مباد

جب دعوے میں خفاء ہو تو اس کی تعیین کرنا"""مباد""" کہلاتا ہے،، اگر دعوے کی تعیین نہیں ہو گی تو پتا نہیں چلے گا کہ مدعی کی دلیل اثبات کے لیے ہے یا غیر اثبات کے لیے۔۔۔۔۔۔

(2)اوساط

دوسرا جزءاوساط ہےاوراس سے مراد دلائل ہیں،،دلائل کواوساط کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تعیین دعویٰ اور نتیجہ کے درمیان آتے ہیں۔۔۔۔

(3)مقاطع

تیسرا جزء مقاطع ہے،،یہ وہ مقدمات ضروریہ یا ظنیہ ہیں جہاں بحث مکمل ہو جاتی ہے اور یہ مقدمات خصم کو بھی تسلیم ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: جب مدعی دعوی کر کے فارغ ہو جائے تو سائل کو سب سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟؟؟مع مثال ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: جب مدعی دعوی کر کے فارغ ہو جائے تو سب سے پہلے سائل پہ لازم ہے کہ وہ دعوی کے مفردات کے بارے میں سوال کرے یعنی دعویٰ میں استعمال کیے گئے الفاظ کے بارے میں جانچ پڑتال کرے تاکہ دعوی بلکل واضح ہو جائے اور اس میں کسی غیر کے دخول کی گنجائش نہ رہے۔۔۔۔۔۔۔

مثلا:::جب مدعی نے دعویٰ کیا کہ وضو میں نیت شرط نہیں تو سائل کو چاہیے کہ پوچھے """نیت شرط اور وضو کسے کہتے ہیں؟؟؟""" مدعی کہے گا:::یہاں نیت سے مراد نماز کے مباح ہونے کا ارادہ ہے یا اللہ کے حکم کی پیروی ہے،،شرط امر خارج ہے جس پہ شے موقوف ہوتی ہے اور یہ یعنی شرط اس امر میں مؤثر نہیں ہوتی((کیونکہ اس کا تعلق خارج سے ہے))،،تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا وضو کہلاتا ہے۔۔۔۔پھر سائل کہے"""وضو میں نیت شرط ہونا کس کے مذہب کے مطابق ہے؟؟؟""" مدعی کہے:::یہ احناف کے مطابق ہے اور شوافع کے خلاف ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر سائل مدعی کے دعویٰ کے بارے میں جانتا ہے((یعنی اس کے مفردات وغیرہ کے بارے میں))تو کیا تب بھی وہ سوال کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اگر سائل جانتا ہے تو وہ سوال نہیں کرے گا کیونکہ اگر اس نے سوال کر لیا تو مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ یا مجادلہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: """امکنہ"""میں کس بات کی طرف اشارہ ہے؟؟؟

جواب::: اس سے اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ ناقل سے بعض اشیاء کا مطالبہ کرنا جائز نہیں مثلا منقولہ قول پہ دلیل مانگنا یا دلیل کے مقدمات میں سے کسی پہ دلیل طلب کرنا۔۔۔ہاں اگر ناقل منقولہ قول کو دلیل کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اب اس سے سوال ہو سکتا ہے کیونکہ اب وہ ناقل نہیں رہا بلکہ مدعی ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

اعتراض::: ماتن نے اپنی دوسری کتاب """منہیہ""" میں یہ بات لکھی ہے کہ سائل پہ سوال کرنا واجب ہے جبکہ تھوڑا آگے جا کر کہتے ہیں """مناسب ہے کہ سائل یوں سوال کرے"""،،واجب اور مناسب میں بڑا فرق ہوتا ہے پس ماتن کی اپنی دونوں باتیں ایک دوسرے سے ٹکرا رہی ہیں۔۔۔۔۔

جواب::: اگر غور کیا جائے تو اعتراض ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر طور پر محققین لفظ واجب سے """لائق اور مناسب""" مراد لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ناقل پہ منع وارد کی جائے گی؟؟؟

جواب::: ناقل جب تک ناقل رہے گا تب تک اس پہ منع کو وارد نہیں کیا جائے گا((یعنی جب تک وہ صرف نقل کرنے کا کام کرے اور اس کو ثابت کرنے کے لیے دلیل وغیرہ نہ دے تب تک اس پہ منع وارد نہیں کی جا سکتی کیونکہ منع مدعی پہ وارد کی جاتی ہے))مثلا اگر کوئی شخص کہے:::"""امام اعظم کے نزدیک عورت کے زیورات میں زکوۃ واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک واجب نہیں ہے"""تو اس سے یہ نہیں کہا جائے کہ """تم نے اسے واجب کیوں کہا"""کیونکہ وہ ابھی تک محض ناقل ہے ہاں اگر اس نے کوئی چیز نقل کی اور نقل کرنے میں غلطی کی تو اس سے تصحیح نقل کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور ناقل کی نقل کی گئی تعریفات پہ طرد وعکس((یعنی جامع ومانع))کے اعتبار سے اعتراض کیا جا سکتا ہے((یعنی اگر ناقل کی نقل کی گئی تعریف سائل کے نزدیک جامع ومانع نہیں ہے تو وہ اس پہ اعتراض کر سکتا ہے اگرچہ حقیقت میں وہ جامع مانع ہو))۔۔۔۔۔۔

((البحث الأول))

سوال::: مناظرہ رشیدیہ کی پہلی بحث کس بارے میں ہے؟؟؟

جواب::: پہلی بحث میں بحث کے طریقے اور تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے اس کی طبعی ترتیب کو بیان کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ترتیب کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں،، نیز یہ بتائیں """ترتیب طبعی""" سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب:::

لغوی تعریف:::   ہر شے کو اس کے مرتبے میں رکھنا""ترتیب"" کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

اصطلاحی تعریف:::   بہت سی اشیاء کو اس طرح رکھنا کہ ان پہ ایک ہی نام بولا جائے""ترتیب"" کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

ترتیب طبعی سے مراد وہ ترتیب ہے کہ جس کا بحث کی طبیعت تقاضا کرے۔۔۔۔۔

سوال:::   کیا مدعی دعویٰ کے مفردات کی وضاحت کیے بغیر اس کے بارے میں بیان کر سکتا ہے؟؟؟

جواب:::   جی نہیں،، بلکہ دعویٰ کے بعد جب سائل مدعی سے دعویٰ کے مفردات کے بارے میں استفسار کرے گا تو مدعی پہ لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کے مفردات کی وضاحت کرے اور پھر دعویٰ کے بارے میں بیان کرے،، اگر وضاحت کیے بغیر بیان میں مصروف ہو گیا تو یہ لغو ہو گا کیونکہ وضاحت کے بغیر بیان کرنا مجادلہ یا مکابرہ کی طرف لے جائے گا۔۔۔۔۔

سوال:::   عبارت""ویؤاخذ بتصحیح النقل""میں""یؤاخذ""کو معروف پڑھا جائے گا یا مجہول؟؟؟

جواب:::   اس فعل کو معروف اور مجہول دونوں طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے البتہ دونوں صورتوں میں مؤاخذہ کرنے والا سائل ہی ہو گا،، اگر اس کو معروف پڑھا جائے تو ھو ضمیر سائل کی طرف جائے گی((معنیٰ یوں ہو گا کہ""سائل مؤاخذہ کرے""))اگر یہ مجہول ہو گا تو اس کا نائب الفاعل مدعی بنے گا((اور معنیٰ یوں ہو گا کہ""مدعی سے مواخذہ کیا جائے گا""))۔۔۔۔۔۔

سوال:::   خصم سے دعویٰ کے مفردات کے بارے میں وضاحت لینے کے بعد سائل کیا کرے گا؟؟؟

جواب:::   مفردات کی وضاحت لینے کے بعد سائل اس سے تصحیح نقل کا مطالبہ کرے گا۔۔۔۔۔

سوال:::   دعویٰ کے مفردات کی وضاحت مانگنے اور تصحیح نقل کا مطالبہ کرنے پہ ایک مثال پیش کریں۔۔۔۔۔

جواب:::   مثلاً ناقل نے کہا""امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وضو میں نیت شرط نہیں ہے""،، سائل کہے گا""نیت، شرط اور وضو کسے کہتے ہیں؟؟؟""جب ناقل ان تینوں کی تعریفات بیان کر لے تو اس سے کہا جائے گا""تم نے امام اعظم کی یہ بات کہاں سے نقل کی؟؟؟""پس ناقل یہ کہے گا کہ یہ بات ہدایہ میں لکھی ہے۔۔۔۔۔

نوٹ::: چونکہ ہمارے زمانے میں جھوٹ، مجادلہ اور مکابرہ عام ہو چکا ہے لہذا کتاب کا نام لینا کافی نہیں ہو گا بلکہ کتاب دکھانی پڑے گی جہاں سے یہ بات نقل کی۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مدعی ایسا دعویٰ کرے جو بدیہی خفی ہو یا نظری مجہول ہو تو اس سے کس طرح مواخذہ کیا جائے گا؟؟؟ مع مثال بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اگر مدعی ایسا دعویٰ کرے جو بدیہی خفی ہو تو تنبیہ کے ذریعے اس سے مواخذہ کیا جائے گا،، مثلا::: اہل حق نے کہا""اشیاء کی حقیقتیں نفس الامر میں ثابت ہوتی ہیں"" پس سوفسطائی کہے گا"" کس تنبیہ کی بنیاد پہ تم یہ بات کر رہے ہو؟؟؟""،، اہل حق کہیں گے ""ہم چیزوں کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اگر اشیاء کی حقیقت ثابت نہ ہوتی تو ہم ان کا مشاہدہ کیسے کرتے؟؟؟ اور دوسری بات یہ کہ تم بھی ایک حقیقت ہو اگر تم ثابت نہ ہوتے تو ہم سے یہ مطالبہ کیسے کرتے؟؟؟""۔۔۔۔۔۔

اگر مدعی کا دعویٰ "" نظری مجہول"" ہو تو دلیل کے ذریعے اس پہ مواخذہ کیا جائے گا،، مثلا::: متکلم یہ بات کہے کہ ""عالم حادث ہے"" فلسفی کہے گا""تم کس دلیل کی بنیاد پہ عالم کو حادث ثابت کر رہے ہو؟؟؟"" پس وہ متکلم کہے گا""عالم متغیر ہوتا ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ عالم حادث ہے""۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے اپنی عبارت میں ""بدیہی"" کو خفی کے ساتھ اور "" نظری"" کو مجہول کے ساتھ مقید کیوں کیا؟؟؟

جواب::: اگر ""بدیہی دعوی"" مخفی نہ ہو اور "" نظری دعوی"" مجہول نہ ہو تو ان میں مناظرہ نہیں ہوتا بلکہ مجادلہ یا مکابرہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مدعی کے دعویٰ پہ منع کب اور کس طرح وارد کی جائے گی؟؟؟

جواب::: جب مدعی دلیل قائم کر لے تو اسے معلل کہا جاتا ہے،، پس دعویٰ قائم کرنے کے بعد سند کے ساتھ یا بغیر سند کے اس کی دلیل کے مقدمہ معینہ پہ منع وارد کی جائے گی۔۔۔ مثلا:::

جب متکلم نے کہا""عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے پس ثابت ہوا عالم حادث ہے""تو فلسفی کہے گا""ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے،، یہ بات کیوں جائز نہیں کہ بعض متغیر قدیم ہوتے ہیں؟؟؟""

((یہ سند کے ساتھ منع وارد کرنے کی مثال ہے،،بغیر سند کے منع وارد کرنے کی مثال کتاب میں ذکر نہیں کی گئی))۔۔۔۔۔

سوال::: مدعی اپنے دعویٰ پہ وارد کی گئی منع کا جواب کس طرح دے گا؟؟؟

جواب::: اس کے جواب دینے کے دو طریقے ہیں:::

(1) منع جب سند کے ساتھ وارد کی جائے تو اس صورت میں طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ مقدمہ ممنوعہ کی نقیض اور سند کے درمیان نسبت تساوی ثابت کرتے ہیں اور اس کے بعد سند کو باطل کرتے ہیں،،جب سند باطل ہو جائے گی تو اس کی نقیض خود بخود ہی باطل ہو جائے گی کیونکہ دونوں کے درمیان نسبت تساوی ہے اور جب دو چیزوں کے درمیان نسبت تساوی ہو تو ایک کے باطل ہونے سے دوسری چیز خود بخود باطل ہو جائے گی۔۔۔۔

مثلا::: مدعی نے حدوث عالم پہ دلیل دیتے ہوئے صغریٰ و کبری کو ملا کر کہا""العالم متغیر وکل متغیر حادث""((اس عبارت میں آخری جزء""کل متغیر حادث"" کبری ہے)) پس مانع نے کبری پہ سند کے ساتھ منع وارد کرتے ہوئے کہا""بعض المتغیر قدیما""۔۔۔اب مدعی منع کو ختم کرنے کے لیے اپنی دلیل کے مقدمہ کبری((کل متغیر حادث)) کی نقیض نکالے گا،،اس کی نقیض ہے""بعض المتغیر لیس بحادث""اس نقیض سے یہ ثابت ہو گیا کہ مانع کی سند""بعض المتغیر قدیم""مقدمہ کبری کی نقیض کے مساوی ہے،،جب یہ مقدمہ کبری کی نقیض کے مساوی ہے تو یہ مقدمہ پر منع وارد کرنے کے لیے سند نہیں بن سکتی پس مانع زائل ہو گیا۔۔۔۔۔۔

(2) منع کو ختم کرنے کا دوسرا طریقہ ہے""مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنا""منع چاہے سند کے ساتھ وارد ہو یا بغیر سند کے اس طریقے کے ذریعے دونوں قسم کی منع کو باطل کیا جا سکتا ہے،،اگر مانع نے سند کے ساتھ منع وارد کی ہے تو اس کی دلیل کے ساتھ تعرض کرنا واجب نہیں بلکہ مستحسن ہے کیونکہ جب مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کر دیا جائے تو مقصود خود بخود حاصل ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: سند کو دفع کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟؟؟

جواب::: سند کو دفع کرنے کے دو طریقے ہیں:::

(1) اگر سند نظری ہو تو معلل یعنی مدعی مانع سے سند کے اثبات پہ دلیل کا مطالبہ کرے لیکن یہ صورت مدعی کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ اگر مانع نے سند کے اثبات پہ دلیل دے دی تو مدعی کا مقدمہ ممنوعہ باطل ہو جائے گا اور چونکہ مدعی پہ مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنا لازم ہے اس لیے اسے چاہیے اپنا کام کرے مانع سے سند کے اثبات پہ دلیل کا مطالبہ نہ کرے۔۔۔۔۔۔

(2) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مدعی سند کو باطل کر دے اور یہ طریقہ تب ہی فائدہ مند ہو گا جب سند اور مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے درمیان نسبت تساوی پائی جائے گی،، اگر دونوں کے درمیان نسبت تساوی نہ پائی گئی بلکہ سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اُخص ہوئی تو اس کا فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ اُخص کی نفی سے اُعم کی نفی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔

سوال::: سائل دلیل پہ کب اور کیسے نقض وارد کرے گا؟؟؟

جواب::: اگر دلیل نقض کے قابل ہو گی یعنی اگر اس پہ منع وارد نہیں کی جاسکتی تو سائل نقض وارد کرے گا اور نقض وارد کرنے کے دو طریقے ہیں:::

(1) تخلف المدلول عن الدلیل،، یعنی سائل کہے گا کہ دلیل صحیح نہیں کیونکہ دلیل تو پائی جا رہی ہے لیکن اس کا مدلول نہیں پایا جا رہا۔۔۔۔

(2) لزوم محال،، یعنی سائل کہے گا کہ اگر مدلول کو مانا جائے تو فلاں محال لازم آ رہا ہے مثلا::: مدلول کو ثابت ماننے میں ضدین کا جمع ہونا لازم آ رہا ہے جو کہ محال ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: سائل دلیل کے ساتھ کب اور کیسے معارضہ کرے گا؟؟؟

جواب::: اگر دلیل معارضے کے قابل ہوئی تو سائل اس کے ساتھ معارضہ کرے گا اور یہ معارضے کی تین صورتوں ((معارضہ بالقلب، معارضہ بالمثل اور معارضہ بالغیر)) میں سے کسی ایک کے ذریعے ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: نقض اور معارضہ کا جواب کس طرح دیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر مدعی منع وارد کر سکتا ہے تو منع وارد کر کے نقض اور معارضے کا جواب دے گا ورنہ نقض یا معارضے کے ذریعے نقض اور معارضے کا جواب دے گا۔۔۔۔۔۔

اعتراض::: منع، نقض اور معارضہ کرنا تو سائل کا کام ہے،، پس مدعی ان کو استعمال کر کے سائل کا جواب کیسے دے سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جب سائل نے مدعی پہ نقض یا معارضہ وارد کیا تو مدعی سائل ثانی بن گیا اور سائل اول مدعی ثانی بن گیا،، پس مدعی اول منع، نقض یا معارضے کے ذریعے سائل اول کے اعتراضات کا جواب دے سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: منع، نقض یا معارضہ وارد کر کے جواب دینے کی بجائے کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس میں تینوں اعتراضات ((یعنی منع، نقض اور معارضہ)) کا جواب ہو جائے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، مدعی دلیل بدل کر یا دلیل کا ایک مقدمہ بدل کر جواب دے سکتا ہے،، تینوں اعتراضات یعنی منع، نقض اور معارضہ کا جواب دلیل بدل کر یا دلیل کا ایک مقدمہ بدل کر دینا جائز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا تنبیہ پہ تینوں اعتراضات ((منع نقض اور معارضہ)) وارد ہو سکتے ہیں؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، لیکن اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں کیونکہ تنبیہ کا ذکر کر کے دعویٰ ثابت کرنے کا قصد نہیں کیا جاتا بلکہ تنبیہ کو اس دعویٰ کے لیے بیان کیا جاتا ہے جو بدیہی غیر اولی ہو پس جو چیز بدیہی غیر اولی ہو اس کو ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور ان اعتراضات کو وارد کرنے سے اس دعویٰ کے ثابت ہونے میں کوئی خلل واقع نہیں ہو گا،، ہاں اگر یہ اعتراضات دلیل پہ وارد کیے جائیں تو اس سے دعویٰ پہ اثر پڑ سکتا ہے کیونکہ دلیل کو دعوی ثابت کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: لفظ ""دعوی"" مؤنث ہے لیکن ماتن نے اپنے قول ""فلا یقدح فی ثبوتہ"" میں دعویٰ کے لیے مذکر کی ضمیر کیوں استعمال کی ہے؟؟؟

جواب::: یہاں دعویٰ ""مطلوب یا مدعی"" کی تاویل میں ہے اور یہ دونوں الفاظ ((یعنی مطلوب اور مدعی)) مذکر ہیں،، پس یہاں معنی کے اعتبار سے مذکر ضمیر ذکر کی گئی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے فرمایا ""فلا یقدح فی ثبوتہ المستغنی عن الاثبات بخلاف الاستدلال"" یہاں ماتن نے لفظ ""دلیل"" کی جگہ استدلال ذکر کیا،، کیا یہ درست ہے؟؟؟

جواب::: اگرچہ یہ درست ہے لیکن بہتر یہ تھا کہ لفظ ""دلیل"" ذکر کرتے تا کہ طالب علم کو آسانی سے سمجھ آ جاتی۔۔۔۔۔۔

اعتراض:: دلیل کا مقصود ہے ""دعویٰ ثابت کرنا"" اور تنبیہ کا مقصد ہے ""دعویٰ سے خفاء کا ازالہ کرنا""،، جس طرح دلیل پہ اعتراض کرنے سے اس کے مقصود ((یعنی اثبات مدعی)) میں خلل واقع ہوتا ہے اسی طرح تنبیہ پہ بھی اعتراض وارد کرنے کی صورت میں اس کے مقصود پہ اثر پڑے گا،، پس آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں کہ تنبیہ پہ اعتراض کرنے کا کوئی فائدہ نہیں؟؟؟

جواب::: تنبیہ کی صورت میں دعویٰ پہلے سے ہی ثابت ہے،، رہی بات ازالہ کے خفاء ہونے کی تو وہ تنبیہ کے بغیر بھی ہو سکتا ہے یعنی اگر کوئی شخص تھوڑا سا بھی غور و خوض کرے تو اس کا خفاء دور ہو سکتا ہے تنبیہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں،، پس تنبیہ پہ اعتراض کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

((البحث الثانی))

سوال::: کیا تعریف حقیقی کے ساتھ منع نقض اور معارضہ کیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، کیونکہ تعریف حقیقی ضمنی دعووں کو شامل ہوتی ہے۔۔۔۔

پہلا ضمنی دعوی یہ ہے کہ اس تعریف میں جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں وہ اس کی تعریف ہیں،، دوسرا ضمنی دعوی یہ ہے کہ اس تعریف کا جزء اول جنس کی حیثیت رکھتا ہے اور تیسرا ضمنی دعوی یہ ہے کہ اس کا جزء ثانی فصل کی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔((یعنی تعریف حقیقی ان تین ضمنی دعووں کو شامل ہوتی ہے لہذا اس پہ منع معارضہ اور نقض وارد کیا جا سکتا ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: تعریف حقیقی پہ کس طرح منع، نقض اور معارضہ وارد کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: منع وارد کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ یہ الفاظ اس کی تعریف ہیں اس کا جزء اول جنس ہے اور اس کا جزء ثانی فصل ہے۔۔۔۔

نقض وارد کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ آپ کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے یعنی جن الفاظ کو تعریف میں شامل ہونا چاہیے تھا ان کے علاوہ دیگر الفاظ بھی شامل ہو رہے ہیں یا نقض وارد کرنے کے لیے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی تعریف اپنی افراد کو جامع نہیں یعنی جو الفاظ اس میں ہونے چاہیے تھے وہ اس میں نہیں ہیں۔۔۔۔۔

معارضہ وارد کرنے کے لیے اس چیز کی کسی دوسری تعریف کو ذکر کیا جائے گا اور وہ دوسری تعریف اس شخص کے نزدیک قابل قبول بھی ہو جس نے پہلی تعریف کی ہے کیونکہ تعریفات ((یعنی تصورات)) میں تعارض نہیں ہوتا۔۔۔۔

اعتراض::: جس طرح تعریف حقیقی ضمنی دعووں کو شامل ہے اسی طرح دلائل کو بھی شامل ہے تو منع، نقض اور معارضہ کو دلائل کی طرف لوٹایا جائے گا،، پس ماتن نے ضمنی دعووں کے ساتھ ساتھ دلائل کا ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ تعریف حقیقی کا ضمنی دعووں کو شامل ہونا تو ظاہر ہے لیکن دلائل پہ مشتمل ہونا ظاہر نہیں پس منع، نقض اور معارضہ دعووں پہ تو ہو سکتا ہے دلائل پہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

سوال::: کیا تعریف حقیقی پہ وارد ہونے والا منع، نقض اور معارضہ حقیقی ہیں؟؟؟

جواب::: یہاں سے شارح اپنی تحقیق بیان فرماتے ہیں کہ تعریفات حقیقیہ پہ وارد ہونے والے اعتراضات حقیقی طور پر منع، نقض یا معارضہ نہیں ہوتے کیونکہ کسی چیز کی تعریف کرنا ذہن میں اس کی صورت اور نقش بٹھاتا ہے اس میں کوئی حکم نہیں پایا جاتا یعنی تعریف کرنے والا کسی چیز کی تعریف اس لیے کرتا ہے تاکہ ذہن میں موجود صورت پختہ ہو جائے نہ کہ اس لیے کہ اس پہ تعریف کا حکم لگایا جائے،، یہاں تعریف کرنے والے کی مثال نقاش جیسی ہے جو تختی پہ محض صورت نقش کرتا ہے تو اس پہ منع وارد نہیں کی جاسکتی اسی طرح تعریف کرنے والے پہ بھی منع وارد نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ ذہن میں محض صورت نقش کرتا ہے۔۔۔

آخر کار نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تعریف سے ضمنی طور پر ایک حکم سمجھا جاتا ہے کہ یہ اس چیز کی تعریف ہے پس یہ مذکورہ اعتراضات کا وارد ہونا اس ضمنی حکم کے اعتبار سے ہے لہذا ہم ان کو حقیقی منع، نقض یا معارضہ نہیں کہیں گے۔۔۔۔

سوال::: تعریف حقیقی پہ وارد ہونے والے اعتراضات ((یعنی منع، نقض اور معارضہ)) کا جواب کس طرح دیا جائے گا؟؟؟

جواب::: ان اعتراضات کا جواب انہی طریقوں سے دیا جائے گا جو پیچھے گزر چکے یعنی صحۃ النقل، اثبات، تغییر اصل وغیرہ۔۔۔

سوال::: شارح ""ماتن"" کی عبارت ""فیجاب بما علم طریقہ"" پہ کیا اعتراض وارد کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: شارح فرماتے ہیں کہ بہتر یہ تھا کہ یہ عبارت یوں ہوتی ""فیجاب بطریق علم""۔۔۔

سوال::: تعریفات حقیقیہ پہ وارد ہونے اعتراضات کا جواب دینا مشکل کیوں ہے؟؟؟ نیز تعریفات اعتباریہ ((یعنی اصطلاحیہ)) اور تعریفات لفظیہ پہ ہونے والے اعتراض کا جواب دینا آسان کیوں ہے؟؟؟

جواب::: تعریفات حقیقیہ پہ وارد ہونے والے اعتراض کا جواب دینا مشکل ہے کیونکہ اس کا جواب دینے کے لیے ذاتیات پہ مطلع ہونا پڑے گا جو کہ انتہائی مشکل کام ہے جبکہ تعریفات لفظیہ اور اعتباریہ پہ وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا مشکل نہیں کیونکہ یہاں ذاتیات پہ مطلع ہونے کی حاجت نہیں بلکل فقط اہل فن سے نقل کر کے جواب دیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: استصعب کی ضمیر کا مرجع ""منع"" کو بنایا جائے گا یا ""جواب"" کو؟؟؟

جواب::: استصعب کی ضمیر کے مرجع میں دو احتمالات ہیں:::

(1) اس کی ضمیر کا مرجع ""جواب"" کو بنایا جائے گا لیکن اس صورت میں عبارت درست نہیں ہو گی۔۔۔۔

(2) اگر ضمیر کا مرجع ""منع"" کو بنایا جائے تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ منع وارد کرنا مشکل ہے جبکہ حقیقت میں منع وارد کرنا مشکل نہیں بلکہ اس کا جواب دینا مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔ پس دونوں صورتوں میں عبارت میں کوئی نہ کوئی خدشہ ضرور باقی رہے گا۔۔۔۔۔

سوال::: تعریف اصطلاحی پہ وارد ہونے والی منع کا جواب کیسے دیا جائے گا؟؟؟

جواب::: تعریف اصطلاحی پہ وارد ہونے والی منع کا جواب دینے کے تین طریقے ہیں:::

(1) اہل اصطلاح سے نقل کر کے جواب دیا جائے گا جیسا کہ تعریف لفظی کے منع کا جواب اہل لغت سے نقل کر کے دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(2) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ معنی اصطلاحی اور معنی مرادی میں کے درمیان نسبت پیدا کر کے جواب دیا جائے گا۔۔۔۔

(3) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ معنی سے اپنی مراد بیان کر دی جائے یوں کہا جائے کہ میں نے اس سے وہ معنی مراد نہیں لیا جو تم سمجھے ہو بلکہ میری مراد دوسرا معنی تھا۔۔۔۔

سوال::: منع، نقض اور معارضہ پہ انہی ناموں کا اطلاق کب حقیقتا کیا جائے گا اور کب مجازا؟؟؟

جواب::: حقیقی طور پر منع، نقض اور معارضہ دلیل اور مقدمہ پہ وارد ہوتے ہیں لہذا جب یہ تینوں اعتراضات دلیل اور مقدمہ پہ وارد ہوں گے تب ان اعتراضات پہ حقیقتاً منع، نقض اور معارضہ کا اطلاق کیا جائے گا لیکن جب یہ اعتراضات تعریفات پہ وارد ہوں گے اس وقت ان اعتراضات پہ ان ناموں کا اطلاق مجازاً کیا جائے گا لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں بھی ان کا اطلاق حقیقتاً ہوتا ہو کیونکہ جس طرح یہ تینوں الفاظ مشہور معانی کے لیے وضع کیے گئے ہیں ہو سکتا ہے تعریفات پہ وارد ہونے والے اعتراضات کے لیے بھی وضع کیے گئے ہوں۔۔۔۔

((البحث الثالث))

اعتراض::: نقل اور دعوی دونوں مصدر ہیں اور مصادر اعتباری ہوتے ہیں ان میں نہ اثبات پایا جاتا ہے اور نہ نفی،، پس اس پہ منع کیسے وارد ہو سکتا ہے؟؟؟

جواب::: یہاں دعویٰ اور نقل یا تو اسم فاعل کے معنی میں ہوں گے یا اسم مفعول کے معنی میں،، پس اس طور پر ان پہ منع وارد ہو سکتا ہے۔۔۔۔

نوٹ::: یہ اعتراض اس وقت قائم ہو گا جب منع """ نقل یا دعوے """ پہ وارد ہو لیکن اگر منع """ نقل یا دعوے """ کی بجائے مقدمے پہ وارد ہو گی تو اس صورت میں یہ اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔۔

سوال::: نقل پہ منع وارد کرنے کی مثال ذکر کریں۔۔۔

جواب::: نقل پہ وارد کرنے کی مثال:::

ناقل کہے کہ امام اعظم نے فرمایا::: وضو میں نیت شرط نہیں،، تو اس پہ مانع دو طرح سے منع وارد کرے گا یا تو وہ کہے گا """ میں تسلیم نہیں کرتا کہ وضو میں نیت شرط نہ ہو """ یہ معنی لغو ہو گی کیونکہ ناقل محض نقل کر رہا ہے وضو میں نیت کے شرط نہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر رہا،، یا پھر مانع یوں کہے گا """ میں تسلیم نہیں کرتا کہ امام اعظم نے یوں کہا ہو """،، یہ دوسری منع اگرچہ قابل سماعت ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ یہ حقیقتاً منع ہے بلکہ یہاں سے تصحیح نقل کا مطالبہ مراد ہے اور اس جگہ تصحیح نقل پہ منع کا اطلاق مجازاً کیا گیا ہے کیونکہ دونوں میں """ طلب """ کا معنی مشترک ہے کہ منع وارد کرنے کا مقصد بھی دلیل طلب کرنا ہوتا ہے اور تصحیح نقل کا مقصد بھی حوالے کا مطالبہ کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال::: دعوی پہ منع وارد کرنے کی مثال ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: متکلم کہے کہ جسم اجزاءلاتتجزی سے مرکب ہے تو فلسفی کہے گا میں اسے تسلیم نہیں کرتا،،اب فلسفی کے اس قول کے دو معنی ہوں گے:::

(1) یا تو اس کی مراد مقدمہ معینہ پہ دلیل طلب کرنا ہے لیکن اس کا کوئی معنی نہیں کیونکہ یہاں دلیل ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

(2) یا اس کی مراد دعویٰ پہ دلیل طلب کرنا ہے اور یہ اعتراض سنا جائے گا لیکن یہ حقیقتاً منع نہیں ہوگا،، جس طرح نقل اور دعوی پہ حقیقتاً نقض اور معارضہ وارد نہیں ہوتے اسی طرح منع بھی وارد نہیں ہوتا کیونکہ یہاں دعویٰ کو ثابت کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا کوئی ایسی صورت ہے جس میں نقل پہ حقیقی منع وارد کی جاسکے؟؟؟

جواب::: جب تک ناقل اپنے منصب پہ قائم رہے گا تب تک اس پہ حقیقی منع وارد نہیں ہوسکتی لیکن جب وہ اپنی نقل شدہ بات کو ثابت کرنے میں لگ جائے گا تب وہ مدعی کا منصب اپنالے گا اور اس صورت میں اس پہ حقیقی منع وارد ہوگی۔۔۔۔۔

لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ یہ بات کہنے والے کے نزدیک منع کی وہ تعریف نہیں ہوگی جو ہمارے نزدیک ہے بلکہ اس کے نزدیک منع کی تعریف ہوگی """طلب الدلیل علی ملتزم الصحۃ"""((جس کی صحت کا التزام کیا گیا ہو اس پہ دلیل طلب کرنا)) اس تعریف کو لیا جائے تو پھر اس دعویٰ پہ بھی حقیقی منع وارد ہوسکتی ہے جس کی صحت کا التزام کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: نقل کی صورت میں ناقل سے حوالہ طلب کیا جاتا ہے،،دعویٰ بدیہی غیر اولی کی صورت میں مدعی سے تنبیہ طلب کی جاتی ہے اور دعوی نظری کی صورت میں مدعی سے دلیل طلب کی جاتی ہے اگر یہ تینوں چیزیں((حوالہ، تنبیہ اور دلیل)) سائل کو پہلے سے ہی معلوم ہوں تو کیا پھر بھی وہ اس کے بارے میں سوال کرسکتا ہے؟؟؟

جواب::: اہل مناظرہ کے نزدیک اس صورت میں اس کا سوال کرنا جائز نہیں ہوگا البتہ اگر اس کی نیت یہ ہو کہ یہ چیزیں مجھے کسی اور طریقے سے بھی معلوم ہوں تب وہ سوال کرسکتا ہے۔۔۔۔۔

اعتراض:: مذکورہ بالا جواب سے پتا چلا کہ جب سائل کو دلیل اور حوالے کا علم ہو لیکن اس کے باوجود وہ علم کی زیادتی کے لیے سوال کر سکتا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مناظرہ کا مقصد صرف اظہار صواب نہیں بلکہ علم کی زیادتی بھی ہے۔۔۔

جواب::: یقین اور علم کی زیادتی اظہار صواب سے خارج نہیں،،اظہار صواب کے کئی مراتب ہیں جن میں سے ایک علم کی زیادتی بھی ہے،، جس چیز کے بارے میں پہلی مرتبہ حاصل ہو اسے اظہار کہتے ہیں اور جس کے بارے میں مزید پتا چلے اسے زیادتی ظہور کہتے ہیں،، پس علم کی زیادتی اظہار صواب سے خارج نہیں لہذا یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔

سوال::: کیا دلیل کے باطل ہونے سے مدلول کا باطل ہونا لازم آتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، اگر ایک دلیل فریق مخالف کی جانب سے باطل کر دی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں دعوی باطل ہو گیا بلکہ محض دلیل باطل ہوئی ہے تو اس وقت مدعی کو چاہیے کہ ایک دوسری دلیل پیش کر دے۔۔۔۔

((البحث الرابع))

سوال::: کیا مقدمہ معینہ پہ ایک سے زائد منع وارد کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، مقدمہ معینہ چاہے صریحی ہو یا ضمنی اس پہ ایک سے زائد منوع وارد کرنا جائز ہیں۔۔۔۔

سوال::: یہ عبارت """منع مقدمۃ معینۃ أو اکثر صریحۃ أو ضمنیۃ""" کیوں لائی گئی؟؟؟

جواب::: بعض لوگوں کا یہ وہم ہے کہ منع """مقدمہ ضمنیہ""" پہ وارد نہیں ہو سکتی تو اس کو دفع کرنے کے لیے یہ کلام لایا گیا ہے کہ منع مقدمہ ضمنیہ پہ وارد ہو سکتی ہے کیونکہ مصنف کی تعریف """ما یتوقف علیہ صحۃ الدلیل""" میں عموم ہے چاہے وہ مقدمہ دلیل کا جزء ہو یا دلیل کی شرط ہے دونوں اس میں شامل ہیں،، پس مقدمہ ضمنیہ اگرچہ دلیل کا جزء نہیں لیکن دلیل کی شرط ہے اس لیے اس پہ منع وارد ہو گی۔۔۔۔

سوال::: لفظ """صریحۃ""" کا اعراب بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس کی دو تراکیب ہیں:::

(1) اگر اسے """مقدمۃ""" کی صفت بنایا جائے تو یہ مجرور ہو گا۔۔۔۔

(2)دوسری صورت میں یہ """کان""" کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔۔۔

سوال::: دلیل کی صحت کے بارے میں معلوم ہونے کے باوجود اس پہ منع وارد کرنا کیا کہلاتا ہے؟؟؟

جواب::: دلیل کی صحت کا پتا ہونے کے باوجود اس پہ منع وارد کرنا مکابرہ کہلاتا ہے اور یہ منع قابل سماعت نہیں ہوگی سوائے اس منع کے جو بدیہی غیر اولی دعوے پہ کی جائے((یعنی بدیہی غیر اولی دعوے پہ منع وارد کر کے تنبیہ کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے))یا وہ منع جو تنبیہ کے مقدمے پہ کی جائے((تنبیہ کے مقدمے کے اوپر بھی منع وارد کی جاسکتی ہے))اس وقت ان دونوں منوع پہ مجازاً منع کا اطلاق ہوگا کیونکہ دونوں میں طلب کا معنی مشترک پایا جارہا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مانع کا کسی ایک مقدمے پہ منع وارد کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ دوسرے مقدمے کو تسلیم کرچکا ہے جس پہ اس نے منع وارد نہیں کی؟؟؟

جواب::: مانع کا دلیل کے کسی ایک مقدمے پہ منع وارد کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اس دلیل کے دوسرے مقدمے کو تسلیم کرچکا ہے،، مثلا معلل کہے """العالم متغیر و کل متغیر حادث""" تو مانع کہے """لا نسلم أن کل متغیر حادث""" مانع کی اس بات سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ دلیل کے پہلے مقدمے """العالم متغیر""" کو تسلیم کرچکا ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا منع معلل کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے؟؟؟

جواب::: عام طور پہ منع مدعی کے لیے پریشانی کا باعث بنتی ہے لیکن کبھی کبھی منع مدعی کو فائدہ بھی دے دیتی ہے۔۔۔

مثلا::: مدعی کہے """اعیان ثابتہ حادث ہیں کیونکہ یہ متغیر ہیں اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے"""،، یہاں سائل کے لیے اب دو صورتیں ہیں:::

(1)وہ صغریٰ پہ منع وارد کرتے ہوئے کہے گا کہ اعیان ثابتہ متغیر نہیں ہیں،، تو اس صورت میں دلیل کا دوسرا مقدمہ((کہ ہر متغیر حادث ہے)) محفوظ ہوگا((اور مانع کا پہلے مقدمے پہ منع وارد کرنا اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ وہ دوسرے مقدمے کو تسلیم کرتا ہے))اور اس کے ذریعے مدعی اپنی دلیل مکمل کرلے گا وہ یوں کہے گا کہ جب اعیان ثابتہ حادث ہیں تو ان کا متغیر ہونا بھی ثابت ہے کیونکہ تغیر ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کو کہتے ہیں اور یہی حادثہ ہے((مثلا ایک نئی چیز وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ پرانی ہوگئی،، پس اس نئی چیز کا متغیر ہونا اس کے لیے حادثہ ہے))۔۔۔۔

(2)سائل کے لیے دوسری صورت یہ ہوگی کہ وہ کبریٰ پہ منع وارد کرے اور یوں کہے """میں اعیان ثابتہ کو حادث نہیں مانتا"""((سائل کے اس کہنے نے یہ ثابت کیا کہ وہ اعیان ثابتہ کو متغیر تو مانتا البتہ حادث نہیں مانتا))تو مدعی یوں کہے گا کہ جب اعیان ثابتہ متغیر ہیں تو ان کا حادث ہونا بھی ثابت ہے کیونکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کا نام تغیر ہے اور اسی کو حادثہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ایسا ممکن ہے کہ اعیان ثابتہ حرکت وسکون دونوں سے خالی ہوں؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،اعیان ثابتہ حیز سے خالی نہیں اور جس حیز میں ہوتے ہیں اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں:::

(1)وہ شروع سے ہی اس حیز میں ہیں اور اس صورت میں یہ ساکن ہوں گے۔۔۔۔۔

(2)وہ شروع سے اس حیز میں نہ تھے لیکن بعد میں آئے تو اس صورت میں وہ متحرک ہوں گے اور ان دو صورتوں کے علاؤہ کوئی تیسری صورت نہیں۔۔۔۔۔

اگر مانع یوں منع وارد کرے """ہم اس انحصار کو تسلیم نہیں کرتے،،ایسا کیوں جائز نہیں کہ اعیان ثابتہ پہلے سے کسی چیز میں نہ ہوں اور اس وقت یہ حرکت وسکون سے خالی ہوں گے"""،،یہ منع مدعی کو فائدہ دے گی وہ یوں کہے گا"""اعیان ثابتہ کا انحصار ثابت ہے یا نہیں ،،اگر ثابت ہے تو دلیل مکمل ہو گئی ورنہ مطلوب کا ثبوت لازم آئے گا کیونکہ جو چیز پہلے نہیں تھی تو اس کے حادث ہونے میں کوئی شک نہیں"""۔۔۔۔۔

سوال:: اگر منع مدعی کو نقصان نہ دے بلکہ فائدہ پہنچائے تو کیا اسے فائدہ اٹھانا چاہیے؟؟؟

جواب::: مختار قول تو یہی ہے کہ وہ منع کا فائدہ اٹھائے گا لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ فائدہ نہیں اٹھائے گا بلکہ اسے مقدمہ ممنوعہ ثابت کرنا پڑے گا،،لیکن مختار مذہب یہی ہے کہ وہ اس موقع کا فائدہ اٹھائے گا کیونکہ مدعی کا کام دعوی ثابت کرنا ہے اور جب مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کیے بغیر دعویٰ ثابت ہو جائے تو مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

سوال:: کیا مدعی کی دلیل مکمل ہونے سے پہلے اس پہ منع وارد کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: سائل کے لیے مستحسن ہے کہ وہ مدعی کی دلیل کے مکمل ہونے کاانتظار کرے اور پھر منع وارد کرے کیونکہ اکثراوقات مدعی دلیل مکمل ذکر کرنے کے بعد مقدمہ ثابت کرتا ہے جبکہ دلیل مکمل ہونے سے پہلے بھی منع وارد کر دینا جائز ہے کیونکہ کثیر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مدعی مقدمہ ممنوعہ کو ثابت نہیں کر پاتا لھذا پہلے ہی مقدمہ پہ منع وارد کر دینا چاہیے تاکہ وقت بچے۔۔۔۔

لیکن یہ قول اتنا معتبر نہیں پہلا قول ہی درست ہے کہ سائل کو انتظار کرنا چاہیے کیونکہ مدعی بھی آخر کچھ نہ کچھ علم رکھتا ہے اور ظاہر سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ اسے ثابت کرے گا۔۔۔۔۔

سوال:: کیا منع کی طرح نقض اور معارضے میں بھی توقف مستحسن ہے((یعنی دلیل کے مکمل ہونے کاانتظار کیا جائے گا))؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، نقض اور معارضے میں توقف مستحسن نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ نقض دلیل کے فساد پہ دلالت کرتا ہے اور یہ یعنی دلیل کو فاسد کرنا دلیل مکمل ہونے سے پہلے ممکن نہیں،، معارضے میں دلیل کے مقابلے پہ دلیل قائم کی جاتی ہے اور ایسا تبھی ہوگا جب دلیل مکمل ہو چکی ہو گی۔۔۔۔۔

سوال::: جس دعوے پہ بدیہی ہونے کا حکم لگا دیا گیا ہو تو اس پہ تینوں اعتراضات میں سے کون سا اعتراض وارد ہو گا؟؟؟

جواب::: اس دعوے پہ محض نقض کو وارد کیا جائے گا کیونکہ دعوے کو بدیہی قرار دینا اسے دلیل کے قائم مقام کر دیتا ہے،، چونکہ یہ حقیقی دلیل نہیں ہے اس لیے اس پہ منع وارد کرنا درست نہیں کیونکہ منع میں دلیل کو طلب کیا جاتا ہے جبکہ نقض میں فساد ہوتا ہے،، اسی طرح اس کے ساتھ معارضہ بھی نہیں کیا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: اعتراضات کو تین میں قید کر دینا درست نہیں کیونکہ سائل کبھی کبھی """حل""" کا مطالبہ کرتا ہے اس سے مراد غلطی کی جگہ معین کرنا ہے،، اس کو چوتھا سوال شمار کرنا چاہیے۔۔۔۔

جواب::: حل کا مطالبہ کرنا منع میں شامل ہے کیونکہ یہ بھی مقدمہ معینہ بھی وارد ہوتا ہے جس طرح """منع""" مقدمہ معینہ پہ وارد ہوتی ہے چونکہ حل میں طلب کی بجائے تعرض پایا جارہا ہے اس لیے اس پہ منع کا اطلاق حقیقتاً تو نہیں ہو سکتا البتہ مجازاً منع کہیں گے۔۔۔۔۔

((البحث الخامس))

سوال::: سند صحیح کے لیے کیا چیز لازم ہے؟؟؟

جواب::: اس کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:::

(1)سند صحیح مقدمہ کے خفاء کو لازم ہے یعنی مقدمہ میں خفاء ہو گا تب ہی یہ سند صحیح ہو گی۔۔۔۔۔

(2) منع کو تقویت دینے کے لیے مانع منع وارد کرنے کے بعد سند کو ذکر کرتا ہے یعنی سند صحیح کا مقوی((تقویت دینے والی))ہونا ضروری ہے اگرچہ یہ حقیقت میں مقوی نہ ہو بلکہ مانع کے زعم کے مطابق ہو۔۔۔۔۔

اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سند صحیح کا حقیقت میں ملزوم اور مقوی ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

سوال::: سند صحیح کے لیے کون کون سے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں؟؟؟

جواب:::اس کے لیے چار الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:::

(1)لم لا یجوز

(2)لم لا یکون

(3) کیف لا واؤحالیہ کے ساتھ

(4)انما